MIS™

قیامت کب آئے گی

مع

قیامت سے پہلے

عبداللہ فارانی

ایم آئی ایس پبلشرز

قیامت کب آئے گی

مع

قیامت سے پہلے

عبداللہ فارانی

ناشر

ایم آئی ایس پبلشرز
523، سی بلاک نزد مدینہ مسجد، آدم جی نگر۔ کراچی
فون: 021-4944448, 4931044
Web: www.mis4kids.com

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں۔

نامِ کتاب: قیامت کب آئے گی؟
اور
قیامت سے پہلے!

مصنف: عبداللہ فارانی

اشاعتِ اوّل: ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ بمطابق اپریل ۲۰۰۸ء

ناشر: ایم آئی ایس پبلشرز

ملنے کا پتا

ایم آئی ایس اسٹوڈیو اینڈ پبلشرز

523۔سی بلاک، نزد مدینہ مسجد، آدم جی نگر۔کراچی

فون: 021- 4944448 / 4931044

Web: www.mis4kids.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ !

ایم آئی ایس پبلشرز کی جانب سے ''سیرت النبی ﷺ قدم بقدم'' (مکمل سیٹ ، دو جلدیں)، ''روشن ستارے'' اور ''مختصر پُر اثر'' (پہلا حصہ) کی اشاعت کے بعد قارئینِ کرام کے لیے ایک اور تحفہ اس کتاب کی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

جی ہاں! آپ کے پسندیدہ مصنف محترم عبداللہ فارانی صاحب کا ہفت روزہ ''بچوں کا اسلام'' میں قسط وار شائع ہونے والا ایک اور مقبول سلسلہ یکجا کتابی شکل میں۔ اس کتاب میں عبداللہ فارانی صاحب نے ان احادیث وروایات کو ذکر کیا ہے جن میں قیامت سے متعلق پیشن گوئیاں اور علامات بیان کی گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان احادیث سے سبق و ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین ثم آمین)

واضح رہے کہ اس کتاب میں محترم عبداللہ فارانی صاحب کے دو طویل مضامین

یعنی (۱) قیامت کب آئے گی؟ اور (۲) قیامت سے پہلے! یکجا کیے گئے ہیں۔

انشاءاللہ اس کتاب کے ساتھ ساتھ ایم آئی ایس کی جانب سے منظرِ عام پر آ رہی ہیں مزید یہ کتابیں بھی: ''مختصر پُر اثر'' کا حصہ دوم، ''روشن ستارے'' کا حصۂ دوم یعنی ''روشن قندیلیں'' اور محترم اشتیاق احمد صاحب کا ''سفرنامہ عمرے کا''۔

تو تیار رہیے گا یہ کتابیں حاصل کرنے کے لیے اور کیجیے گا دعائیں ایم آئی ایس کی مزید کامیابیوں کے لیے۔

امید ہے کہ اپنی آراء سے بذریعۂ خطوط ہمیں مطلع کرتے رہیں گے۔

والسلام

ڈائریکٹر ایم آئی ایس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دو باتیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ سات سو کے قریب ناول لکھنے والا اشتیاق احمد ایک دن چند کتابوں کے مصنف عبداللہ فارانی سے بہت پیچھے رہ جائے گا۔ اور پیچھے کیا رہ جائے گا؟ عبداللہ فارانی کا منہ تکتا رہ جائے گا۔ اس بات کا اندازہ ہفت روزہ ''بچوں کا اسلام'' میں عبداللہ فارانی کے مضامین کی اشاعت سے ہی ہونے لگا تھا۔ لیکن اصل اندازہ اس وقت ہوا جب روشن ستارے کتابی شکل میں منظرِ عام پر آئی، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئی اور یار لوگوں کو اس کے کئی ایڈیشن شائع کرنا پڑے۔ اور ابھی تک یہ ساتھ ساتھ فروخت ہو رہی ہے۔

اس بات کا اس سے بھی زیادہ اندازہ اس وقت ہوا جب ''سیرت النبی ﷺ قدم بقدم'' کی جلدِ اول شائع ہوئی۔ اس کتاب کی فروخت نے نئے ریکارڈ قائم کیے۔ اس کے اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اور اب حال ہی میں جلدِ دوم بھی شائع ہو گئی ہے۔ اس کی فروخت کا بھی وہی عالم ہے، جو جلدِ اوّل کا تھا۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ

ساتھ جلدِ اول، روشن ستارے اور مختصر پُر اثر بھی تیزی سے فروخت ہو رہی ہیں۔

ان حالات میں ادارے کو بھی تیزی دکھانے کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ اور ان کی تیزی کا ثبوت یہ ہے کہ ''قیامت کب آئے گی؟'' اور ''قیامت سے پہلے!'' (یکجا) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اور یہ حضرات اب ''روشن قندیلیں''، ''سفر نامہ عمرے کا''، اور ''ائمۂ اربعہ قدم بقدم'' کی اشاعت کی تیاریوں میں بری طرح سرگرم نظر آرہے ہیں۔ اور آپ جانتے ہی ہیں کہ سرگرم ہونا بہت اچھی بات ہے۔ زندہ قوموں کا نشان ہے۔

''قیامت کب آئے گی؟'' اور ''قیامت سے پہلے!'' نے بھی ''بچوں کا اسلام'' میں مقبولیت کے نئے ریکارڈ قائم کیے۔ اور قارئین کتابی شکل میں اس کی اشاعت کا بھی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔

لیجیے! آپ کا انتظار تو ہوا ختم، اور ہمارا شروع ہوتا ہے۔ بھئی وہی آپ کی آراء پر مشتمل خطوط کا اور کس چیز کا؟ یہی خطوط تو میرے اور آپ کے درمیان ایک مضبوط واسطہ ہیں۔ آپ کے خطوط کے بغیر میں خود کو کسی کام کا نہیں سمجھتا۔

آپ کو ''قیامت کب آئے گی؟'' اور ''قیامت سے پہلے!'' سے فائدہ اٹھانا مبارک ہو۔

والسلام

آپ کا مخلص

عبداللہ فارانی

اور ہاں......

اشتیاق احمد بھی......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیامت کب آئے گی؟

قیامت کی علامتوں میں سے سب سے پہلی علامت حضرت خاتم النبیین صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال فرما جانا ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے ساتھ ہی نبوت کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ وحی کے نازل ہونے کا سلسلہ بھی بند ہو گیا۔ یہ سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قیامت کی بہت سی علامات بیان فرمائیں۔ حضرت امام مہدی کے ظہور تک کی علامات کو علاماتِ صغریٰ کہا جاتا ہے اور اس کے بعد سے قیامت کے قائم ہونے تک کی علامات علاماتِ کبریٰ کہلاتی ہیں۔

علاماتِ صغریٰ یہ ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

(1) جب حکمران زمین اور ملک کے لگان یا محصول کو اپنی ذاتی دولت بنا لیں یعنی اپنے خرچ میں اسے لائیں (2) جب لوگ زکوٰۃ بطور تاوان ادا کریں (3) جب لوگ امانت کو مالِ غنیمت کی طرح حلال سمجھیں (4) جب شوہر اپنی بیوی کی بے جا اطاعت کرے (5) اولاد والدین کی نافرمانی اور بدلوگوں سے دوستی کرے (6) علمِ دین دنیا کی غرض سے سیکھا جائے (7) ہر قبیلہ اور قوم میں ایسے لوگ سردار بن جائیں جو ان میں سب سے زیادہ کمینے، بدخلق اور لالچی ہوں (8) انتظامات ایسے لوگوں کے سپرد کیے جائیں جو

ان کے لائق نہ ہوں (9) نقصان کے ڈر کی وجہ سے ایسے لوگوں کی تعظیم کی جائے جو خلاف شرع ہوں (10) شراب خوری کھلم کھلا ہونے لگے (11) کھیل کود اور ناچ گانے کا رواج ہو جائے (12) زنا کاری کی کثرت ہو (13) امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت وطعنہ زنی کرنے لگیں تو اس وقت سرخ آندھی کے تیز جھکڑ اور عذاب کی دوسری علامات کا انتظار کرو جیسے زمین میں دھنسنا، آسمان سے پتھروں کا برسنا، صورتوں کا بدل جانا، اس کے علاوہ اور علامات بھی جب پے در پے ظاہر ہونے لگیں گی۔

دوسری احادیث میں مزید علامات یہ آئی ہیں۔

(14) لونڈیوں کی اولاد کی کثرت (15) بے علم، بے ادب اور نئے دولت مند لوگوں کی حکومت (16) بدکاری (17) مساجد میں کھیل کود (18) ملاقات کے وقت بجائے سلام کے فحش کلامی (19) شرعی علوم کا کم ہو جانا (20) جھوٹ کو ہنر سمجھنا (21) دلوں سے امانت اور دیانت کا اٹھ جانا (22) فاسقوں کا علم سیکھنا (23) شرم و حیا کا جاتے رہنا (24) مسلمانوں پر کفار کا چاروں طرف سے ہجوم کرنا (25) ظلم کا اس قدر بڑھ جانا کہ اس سے پناہ نہ لی جا سکے (26) باطل مذاہب، جھوٹی حرص اور بدعتوں کا پھیلنا (27) عیسائیوں کی حکومت کا خیبر تک پہنچ جانا۔ (یعنی مدینہ منورہ کے قریب)

جب یہ تمام علامات اور آثار ظاہر ہو جائیں تو عیسائی بہت سے ملکوں پر قبضہ کر لیں گے۔ (اور یہ ہو چکا اور ہو رہا ہے)

یہ علامات صغریٰ تھیں۔ اب یہاں سے ہم علاماتِ کبریٰ کا ذکر شروع کرتے ہیں۔

ان حالات میں مسلمان بہت پریشان ہوں گے... وہ خیال کریں گے کہ اب حضرت امام مہدی کے ظہور کا وقت ہو گیا ہے، لہٰذا ان کی تلاش میں نکلنا چاہیے تا کہ ان مصیبتوں سے نجات ملے... وہ ہمیں دشمن کے پنجے سے نجات دلائیں۔

حضرت امام مہدی اس وقت مدینہ منورہ میں ہوں گے، لیکن اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھ جیسے کمزور کو اس کام پر مجبور نہ کریں، مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ چلے جائیں گے۔

اس زمانے کے اولیاء اور ابدالِ کرام آپ کی تلاش میں نکلیں گے۔ اس وقت بعض لوگ مہدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ بھی کریں گے۔ اس وقت امام مہدی رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے کہ ان حضرات کی ایک جماعت انھیں پہچان لے گی۔ وہ انھیں مجبور کرے گی کہ لوگوں سے بیعت لیں۔

اس واقعے کی علامت یہ ہوگی کہ اس سے پہلے گزشتہ ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکا ہوگا۔ جب امام مہدی بیعت کریں گے تو آسمان سے آواز آئے گی:

''یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں۔ ان کا حکم سنو اور مانو۔''

نوٹ: یہ جملہ مرزا قادیانی لعین نے اپنے او پر فٹ کر لیا تھا۔

حضرت امام مہدی سید ہوں گے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ آپ کا قد کچھ لمبا ہوگا۔ بدن چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرے سے ملتا جلتا ہوگا۔ آپ کے اخلاق بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مُلتے جلتے ہوں گے۔ آپ کا نام محمد، والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ آپ کی زبان میں قدرے لکنت ہوگی۔ یعنی بولتے وقت اٹکیں گے۔ اس سے تنگ دل ہو کر کبھی کبھی اپنی ران پر ہاتھ ماریں گے۔ آپ کا علم لدنی ہوگی۔ یعنی دنیا میں آپ کا استاد کوئی نہیں ہوگا۔ جس وقت آپ مسلمانوں سے بیعت لیں گے، اس وقت آپ کی عمر 40 سال ہوگی۔

پھر یہ ہوگا کہ حضرت امام مہدی کے ظاہر ہونے اور ان کے بیعت لینے کی خبر چاروں طرف پھیل جائے گی... مدینہ منورہ کی فوج آپ کے پاس مکہ چلی آئے گی۔ اس طرح شام، عراق اور یمن کے اولیاء اور ابدال آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ ملکِ عرب

کے بے تحاشا افراد آپ کی فوج میں شامل ہو جائیں گے۔

اس وقت حضرت مہدی خانہ کعبہ میں دفن خزانے کو نکالیں گے۔ وہ اس خزانے کو مسلمانوں میں تقسیم کریں گے۔

یہ خبریں عیسائیوں تک بھی پہنچیں گی... وہ حضرت امام مہدی سے جنگ کی تیاری شروع کر دیں گے۔ چاروں طرف سے مدد منگائیں گے۔ اس طرح ہر طرف سے فوجیں ان کی مدد کو آ جائیں گی۔ ان کی فوجوں کے اس وقت 70 جھنڈے ہوں گے۔ ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار فوجی ہوں گے۔ یعنی آٹھ لاکھ چالیس ہزار فوجی ہوں گے... غور کریں... وہ کتنا بڑا لشکر ہوگا۔

اب حضرت امام مہدی مکہ معظّمہ سے کوچ فرمائیں گے اور مدینہ منورہ پہنچیں گے۔ سب سے پہلے روضۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حاضری دیں گے۔ پھر شام کی جانب روانہ ہوں گے۔ دمشق کے آس پاس عیسائی فوجوں سے ان کا آمنا سامنا ہوگا۔ اس وقت حضرت مہدی کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ عیسائیوں کے خوف سے بھاگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ ہرگز قبول نہیں فرمائیں گے۔ باقی فوج میں سے کچھ جنگ کے نتیجے میں شہید ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ انھیں بہت بلند درجات عطا فرمائیں گے۔ باقی ان میں سے فتح یاب ہوں گے۔

دوسرے دن حضرت مہدی پھر عیسائیوں کے مقابلے میں نکلیں گے، اس وقت مسلمانوں کی فوج یہ عہد کر کے میدان میں نکلے گی کہ فتح یا موت کے بغیر میدان سے نہیں آئیں گے، چنانچہ بہت زبردست جنگ ہوگی۔ اس میں حضرت امام مہدی اور ان کے چند ساتھیوں کے علاوہ سب کے سب شہید ہو جائیں گے۔

تیسرے دن پھر فوج لے کر نکلیں گے اور اس دن بھی ان کی فوج فتح یا موت کا عہد کر

کے میدان میں نکلے گی۔ گھمسان کی جنگ ہوگی۔ حضرت مہدی کے یہ ساتھی شہادت کے جام نوش کریں گے۔ حضرت مہدی اس روز بھی تھوڑی سی فوج کے ساتھ واپس لوٹیں گے۔

مطلب یہ کہ تین دن تک مسلسل ایسا ہوگا... اب حضرت مہدی کے پاس صرف وہ فوج باقی رہ جائے گی جو سامان وغیرہ کی حفاظت کرتی رہی تھی... ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی، چوتھے روز وہ اس فوج کو لے کر نکلیں گے۔

چوتھے روز یہ تھوڑی سی فوج دشمن کا مقابلہ کرے گی اور آخر اللہ تعالیٰ اسے فتحِ مبین عطا فرمائیں گے (مسلم 329)۔ عیسائی بڑی تعداد میں قتل ہوں گے۔ بچنے والے بے سروسامانی کی حالت میں ذلیل وخوار ہوکر بھاگیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کریں گے اور بھاگتے ہوئے بھی بہت سے قتل کردیے جائیں گے۔

اس کے بعد حضرت امام مہدی مجاہدین میں بے انتہا انعام تقسیم کریں گے۔ اس کے بعد آپ اسلامی حکومت کے انتظام میں لگ جائیں گے... اس غرض کے لیے اپنی فوجوں کو چاروں طرف پھیلا دیں گے۔

ان انتظامات سے فارغ ہوکر قسطنطنیہ کی فتح کے لیے نکلیں گے... آج کل اس شہر کو استنبول کہا جاتا ہے۔ بحیرہ روم کے ساحل پر پہنچ کر قبیلہ بنواسحاق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کی طرف روانہ فرمائیں گے۔ جب یہ حضرات شہر کی فصیل کے پاس پہنچیں گے تو تمام مجاہدین اللہ اکبر کا نعرہ بلند کریں گے۔ اللہ کے نام کی برکت سے فصیل ٹوٹ جائے گی۔ مسلمان شہر میں داخل ہوجائیں گے۔ سرکشوں کو قتل کریں گے اور ملک میں عدل وانصاف قائم کریں گے... ان حالات میں چھ سات سال کا عرصہ گزرے گا... امام مہدی ملک کے بندوبست میں مصروف ہوں گے کہ افواہ پھیل جائے گی... دجال ظاہر ہوگیا ہے اور مسلمانوں کو تباہ وبرباد کررہا ہے۔

یہ خبر سنتے ہی حضرت امام مہدی شام کی طرف روانہ ہوں گے... پھر اس خبر کی تصدیق کے لیے پانچ یا نو سوار روانہ کریں گے... ان پانچ یا نو سواروں کے بارے میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے:

''میں ان کے والدین اور قبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں سے بہتر ہوں گے۔''

یہ سوار آگے جا کر دجال کے بارے میں معلوم کریں گے، معلوم ہوگا کہ یہ افواہ ہے۔ حضرت امام مہدی کو جب یہ معلوم ہوگا کہ یہ افواہ ہے تو وہ ملک کی خبر گیری میں لگ جائیں گے، لیکن ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا ہوگا کہ دجال ظاہر ہو جائے گا۔

دجال یہودی قوم سے ہوگا۔ عوام میں اس کا لقب مسیح ہوگا۔ اس کی دائیں آنکھ میں پھپھولا موتیا ہوگا۔ بال گھونگر دار ہوں گے۔ وہ ایک بڑے گدھے پر سوار ہوگا۔ وہ سب سے پہلے ملک عراق اور شام کے درمیان ظاہر ہوگا۔ یہ وہاں نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہاں سے اصفہان جائے گا۔ اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ یہاں یہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ چاروں طرف فساد برپا کرے گا۔ زمین پر ادھر اُدھر سفر کرے گا اور خود کو خدا کہلوائے گا۔ لوگوں کی آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ اس سے کرشمات ظاہر کرائیں گے۔ اس کی پیشانی پر لفظِ ''ک ف ر'' لکھا ہوگا۔ اہلِ ایمان یہ لکھا ہوا دیکھیں گے۔ اس کے ساتھ ایک آگ ہوگی۔ یہ اس کو دوزخ کہے گا۔ ایک باغ ہوگا، یہ اس کو جنت کہے گا۔ اپنے مخالفوں کو دوزخ میں اور موافقوں کو جنت میں ڈالے گا، لیکن حقیقت میں وہ آگ جنت کے باغ کی مانند ہوگی اور جنت حقیقت میں دوزخ ہوگی۔

اس کے پاس کھانے کی چیزوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا جسے چاہے گا، دے گا۔ جب کوئی فرقہ اسے خدا مان لے گا تو اس کے لیے حکم کرے گا کہ ان لوگوں پر بارش ہو جائے،

چنانچہ اللہ کے حکم سے بارش ہوگی۔ اناج پیدا ہوگا۔ درخت پھل دار مویشی موٹے تازے اور دودھ والے ہو جائیں گے۔

جو فرقہ اس کی مخالفت کرے گا، اس پر کھانے کی چیزیں بند کر دے گا۔ اس طرح مسلمانوں کو بہت تکالیف پہنچائے گا... لیکن اللہ کے فضل سے مسلمان جو تسبیح کریں گے، وہ انھیں کھانے پینے کا کام دے گی۔ اس کے ظاہر ہونے سے پہلے دو سال تک قحط رہ چکا ہوگا۔ قحط کا تیسرا سال شروع ہوگا تو یہ قحط کے دوران ظاہر ہوگا۔ زمین کے دفن شدہ خزانے اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔

دجال بعض آدمیوں سے کہے گا: ''میں تمھارے ماں باپ کو زندہ کر سکتا ہوں، تاکہ تم میری قدرت کو دیکھ کر میری خدائی کا یقین کر سکو۔'' پھر وہ شیاطین کو حکم دے گا کہ ان کے ماں باپوں کے ہم شکل ہو کر نکلو، چنانچہ وہ ایسا کریں گے۔

ان حالات میں بہت سے ملکوں پر اس کا گزر ہوگا۔ یہاں تک کہ جب وہ یمن کی سرحد پر پہنچے گا تو بے دین لوگ کثرت سے اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ وہاں سے مکہ معظّمہ کے قریب پہنچ کر ٹھہرے گا، مکہ معظّمہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا، لیکن فرشتے مکہ معظّمہ کی حفاظت کر رہے ہوں گے... ان کی وجہ سے وہ مکہ معظّمہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، چنانچہ وہاں سے مدینہ منورہ کا رخ کرے گا، اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے... ہر دروازے کی حفاظت کے لیے دو دو فرشتے اللہ تعالیٰ مقرر فرمائیں گے... ان کے ڈر سے دجال کی فوج شہر میں داخل نہیں ہو سکے گی۔ اس وقت مدینہ منورہ میں تین بار زلزلہ آئے گا... اس زلزلے کی وجہ سے بدعقیدہ اور منافق لوگ مدینہ منورہ سے نکل جائیں گے... اس طرح وہ لوگ دجال کے جال میں پھنس جائیں گے۔

اس وقت مدینہ منورہ میں ایک بزرگ ہوں گے۔ وہ دجال سے مناظرے کے لیے

نکلیں گے۔ دجال کی فوج کے قریب پہنچ کر ان لوگوں سے پوچھیں گے:

''دجال کہاں ہے؟''

ان کے اس طرح پوچھنے پر وہ لوگ اس بزرگ کو قتل کرنے کی کوشش کریں گے... لیکن کچھ لوگ انھیں روک دیں گے... اور کہیں گے...

''کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ہمارے اور تمھارے خدا (یعنی دجال) نے منع کیا ہے کہ کسی کو بغیر اجازت قتل نہ کرنا؟'' اس پر وہ دجال کے پاس جا کر کہیں گے۔

''ایک گستاخ آدمی آیا ہے، وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے؟''

دجال ان سے کہے گا۔

''اسے میرے سامنے حاضر کرو۔''

بزرگ کو دجال کے سامنے لایا جائے گا... جونہی بزرگ اسے دیکھیں گے، پکار اٹھیں گے:

''میں نے تجھے پہچان لیا۔ تو ہی دجال ملعون ہے جس کی اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خبر دی تھی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیری گمراہی کی حقیقت بیان فرمائی تھی۔''

اس پر دجال غصے میں آ کر کہے گا:

''اسے آرے سے چیر دو۔''

چنانچہ اس بزرگ کے دو ٹکڑے کر دیے جائیں گے۔ ان ٹکڑوں کو دائیں بائیں جانب ڈال دیا جائے گا، دجال ان کے درمیان سے گزر کر کہے گا:

''اگر اب میں اس مردے کو زندہ کر دوں تو تم میری خدائی پر پورا یقین کر لو گے؟''

اس کے گرد جمع لوگ پکار اٹھیں گے:

''ہم تو پہلے ہی آپ کو خدا مان چکے ہیں... اور کسی قسم کا شک و شبہ دل میں نہیں

رکھتے... تاہم اگر ایسا ہوجائے تو ہمیں مزید اطمینان حاصل ہوجائے گا... پس وہ ان دونوں ٹکڑوں کو جمع کر کے حکم دے گا۔"

"زندہ ہوجاؤ۔"

وہ بزرگ اللہ کے حکم سے، اس کی حکمت اور ارادے سے زندہ ہوجائیں گے اور کہیں گے۔

"اب تو مجھے پورا یقین ہوگیا کہ تو وہی مردود دجال ہے جس کی ملعونیت کی خبر حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دی تھی۔"

اس پر دجال جھنجلا اٹھے گا اور حکم دے گا:

"اسے ذبح کردو۔"

اس کے آدمی بزرگ کو ذبح کرنے کی کوشش کریں گے، لیکن کر نہیں سکیں گے۔ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اب وہ بزرگ کو اپنی دوزخ میں ڈال دے گا، لیکن دراصل وہ جنت ہوگی۔ اس طرح بزرگ جنت میں پہنچ جائیں گے۔

دجال ان کے بعد کسی مردے کو زندہ کرنے پر قدرت نہیں پائے گا... اور وہاں سے ملک شام کی طرف روانہ ہوجائے گا۔

دجال کے دمشق پہنچنے سے پہلے حضرت امام مہدی دمشق آچکے ہوں گے۔ جنگ کی تیاری کر چکے ہوں گے اور فوج کو پوری طرح ترتیب دے چکے ہوں گے۔ جنگ کا سامان تقسیم کر رہے ہوں گے کہ مؤذن اذان دے گا۔ لوگ نماز کی تیاری کر ہی رہے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر اپنے بازو رکھے آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر نازل ہوں گے۔ امام مہدی اس وقت اسی مسجد میں ہوں گے، مینار پر اتر کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے:

''سیڑھی لے آؤ۔''

لوگ سیڑھی لے آئیں گے۔ اسے مینار سے لگا دیا جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے ذریعے نیچے مسجد کے صحن میں تشریف لائیں گے۔

غور کا مقام ہے... جو فرشتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے مینار تک لائے تھے... وہ مسجد کے صحن تک بھی لا سکتے تھے... لیکن اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے... یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ دنیا اسباب کے تحت ہے... لہٰذا مینار سے اب سیڑھی کے ذریعے اتریے۔

نیچے اترنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی سے ملاقات کریں گے۔ امام مہدی نہایت تواضع اور خوش خلقی سے آپ سے ملیں گے، پھر عرض کریں گے۔

''اے اللہ کے رسول! آیئے! امامت کیجیے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے:

''اس نماز کی امامت آپ ہی کریں، کیونکہ آپ کے بعض بعض پر امیر ہیں، اور یہ عزت اللہ تعالیٰ نے اسی امت کو دی ہے۔''

اس پر امام مہدی نماز پڑھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ اس نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھانا شروع کریں گے۔

نماز سے فارغ ہو کر حضرت امام مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کریں گے:

''اے اللہ کے رسول! لشکر کا انتظام اب آپ کے سپرد ہے۔ آپ جیسے چاہیں، اسے ترتیب دیں۔''

اس بات کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے:

''نہیں! یہ کام بدستور آپ ہی کرتے رہیں۔ میں تو دجال کے قتل کے لیے آیا ہوں۔ اس کا میرے ہاتھوں مارا جانا مقدر ہے۔''

وہ رات امن و امان سے بسر کرنے کے بعد حضرت امام مہدی اپنی فوج کو لے کر میدان میں نکلیں گے۔اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔

''میرے لیے گھوڑا اور نیزہ لاؤ تاکہ میں اس ملعون کے شر سے زمین کو پاک کر دوں۔''

اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال پر حملہ آور ہوں گے اور امام مہدی اپنی فوج کے ساتھ دجال کی فوج پر حملہ کریں گے۔

غور کریں... مرزا غلام قادیانی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں اور وہ شخصیت میں ہوں۔ان احادیث سے کس قدر واضح ہو رہا ہے کہ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخصیات ہیں... ابن ماجہ کی احادیث اس بات کو واضح طور پر بیان کر رہی ہیں۔

اس وقت نہایت خوفناک جنگ شروع ہو جائے گی... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی اس وقت یہ کیفیت ہوگی کہ جہاں تک آپ علیہ السلام کی نظر پہنچے گی، وہیں تک سانس پہنچے گا اور جس کافر تک آپ کا سانس پہنچے گا، وہ وہیں نیست و نابود ہو جائے گا۔

ادھر جونہی دجال آپ کو دیکھے گا، بھاگ کھڑا ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کرتے ہوئے مقامِ لُدّ تک جا پہنچیں گے۔(یہ مقام اس وقت بھی شام میں موجود ہے) اس جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال تک پہنچ جائیں گے اور اس پر اپنے نیزے سے وار کریں گے۔ دجال تو پہلے ہی بدحواس ہو چکا ہوگا... اس میں مقابلے کی تاب کہاں ہوگی... لہٰذا نیزے کا وار روک نہیں پائے گا... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نیزہ اس کا کام تمام کر دے گا۔آپ نیزے پر لگا ہوا خون لوگوں کو دکھائیں گے اور اعلان فرمائیں گے۔

علماء نے لکھا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نیزے کے ذریعے اس کا ہلاک ہونا مقدر نہ ہوتا، تب بھی آپ علیہ السلام کے سانس کی گرمی سے وہ ہلاک ہوتا... وہ اس طرح پگھل جاتا جیسے کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

اب مسلمانوں کی فوج دجال کے پیروکاروں کے قتل میں مصروف ہو جائے گی۔ اس کی فوج میں یہودی ہی یہودی ہوں گے... انھیں چن چن کر قتل کیا جائے گا... یہاں تک ہوگا کہ کوئی یہودی جان بچانے کے لیے کسی درخت یا کسی پتھر کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ درخت یا پتھر بول اٹھے گا۔

''اے خدا کے بندے، اس یہودی کو پکڑ! یہ میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔''

زمین میں دجال کا فتنہ صرف چالیس دن تک رہے گا۔ ان چالیس دنوں میں سے ایک دن ایک سال کے برابر، ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا... باقی دن معمول کے دنوں کے برابر ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! اس طرح جو دن ایک سال کے برابر ہوگا، اس میں ایک دن کی نمازیں پڑھی جائیں گی یا سال بھر کی؟''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

''اندازہ اور تخمینہ لگا کر ایک ہی سال کی نمازیں ادا کی جانی چاہییں۔''

دجال کا فتنہ ختم ہونے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی دجال کے ذریعے تباہ و برباد ہونے والے شہروں کا دورہ کریں گے۔ جن لوگوں نے دجال کے ہاتھوں تکالیف اٹھائی ہوں گی، انھیں عظیم اجر کی بشارت سنائیں گے۔ اس طرح گویا انھیں تسلی دیں گے۔ پھر ان کے دنیاوی نقصانات پورے کریں گے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام کافروں کو اسلام کی دعوت دیں گے۔ آپ خنزیر (سور) کے قتل کا حکم دیں گے۔ صلیب کو توڑنے کا حکم دیں گے... اور کفار سے جزیہ قبول نہ کرنے کی ہدایات دیں گے۔ اس طرح اللہ کی مہربانی سے اسلامی ملکوں میں تمام کافر اسلام قبول کر لیں گے۔ تمام زمین حضرت امام مہدی کے عدل و انصاف سے روشن ہو جائے گی۔ ظلم کا نام و نشان مٹ جائے گا کہ تمام لوگ اللہ کی عبادت میں لگ جائیں گے۔ امام مہدی کی خلافت کی مدت سات، آٹھ یا نو سال ہوگی۔

ان سالوں کا حساب اس طرح ہے:

سات سال تک تو آپ عیسائیوں سے جہاد کرتے رہیں گے۔ ان کے فتنہ وفساد کو ختم کرنے میں یہ سال بیت جائیں گے۔ آٹھواں سال دجال کے ساتھ جنگ و جدل میں گزرے گا اور نواں سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بسر ہوگا۔ اسی حساب سے آپ کی عمر 50 سال ہوگی۔ اس کے بعد آپ انتقال کر جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر آپ کو دفن فرمائیں گے۔ اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھوں میں لے لیں گے۔ تمام مخلوق امن امان کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے گی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغام ملے گا۔

''میں اپنی مخلوقات میں سے ایسی طاقت ور مخلوق کو ظاہر کرنے والا ہوں کہ کسی شخص کو ان کے مقابلے کی تاب نہیں ہوگی۔ پس میرے خالص بندوں کو کوہِ طور پر لے جائیں تا کہ وہاں پناہ گزیں ہوسکیں۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوہِ طور کے قلعے میں چلے جائیں گے۔ یہ قلعہ آج کل موجود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگ کی تیاریاں کریں گے اور سامان جمع کر رہے ہوں گے

کہ اسی دوران یاجوج ماجوج کی قوم سکندری دیوار توڑ کر ٹڈی دل کی طرح چاروں طرف پھیل جائے گی... تاہم وہ اس قلعے میں داخل نہیں ہوسکیں گے...

یاجوج ماجوج لوگوں کو بے تحاشہ قتل کریں گے... بس قلعوں میں بند لوگ ان سے محفوظ رہیں گے... یہ قوم یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہوگی... بعض مؤرخین کے مطابق ان کا ملک قطب شمالی کی جانب ساتوں آباد براعظموں سے باہر ہے۔ ہفت اقلیم میں ہے... ان کے ایک جانب کڑوا سمندر ہے... اس کا پانی سخت سردی سے بے حد جما ہوا ہے... اس پانی میں جہاز رانی ممکن نہیں... ان کے مشرقی اور مغربی اطراف میں دو بڑے پہاڑ دیواروں کی مانند واقع ہیں... ان میں آمدورفت کا راستہ نہیں ہے... ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی تھی... اس میں سے یاجوج ماجوج نکل نکل کر ادھر اُدھر کے لوگوں کو لوٹ لیا کرتے تھے... اس گھاٹی کو ذوالقرنین بادشاہ نے ایک آہنی دیوار کے ذریعے بند کر دیا تھا... اس دیوار کی بلندی ان دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچی ہوئی ہے... اس کی موٹائی 60 گز ہے... اس دیوار کو سدِ سکندری کہا جاتا ہے۔

یہ لوگ دن بھر اس دیوار کو توڑنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں... رات کو سونے کے لیے چلے جاتے ہیں... اللہ تعالیٰ دیوار کو پھر اسی طرح کر دیتے ہیں... یعنی جتنا حصہ وہ دن بھر میں توڑتے ہیں، دوسرے دن وہ پھر پُر نظر آتا ہے... یہ پھر اس کو توڑنا شروع کر دیتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اس دیوار میں اتنا سوراخ ہوگیا تھا جتنا انگوٹھے اور شہادت والی انگلی سے بنتا ہے... لیکن اب تک یہ سوراخ اتنا بڑا نہیں ہوسکا کہ آدمی اس میں سے نکل سکے... البتہ جب ان کے نکلنے کا زمانہ آئے گا، تب یہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور وہ اس میں سے نکل پڑیں گے...

یاجوج ماجوج کی تعداد اس قدر ہوگی کہ ان کا پہلا گروہ جب بحیرہ کیپین کے پاس

پہنچے گا تو اس کا کل پانی پی جائے گا... بحیرہ طبریہ طبرستان میں ایک مستطیل شکل کی جھیل ہے... اور یہ بہت گہرا ہے... جب ان کا آخری گروہ اس جگہ سے گزرے گا تو کہے گا کہ اس جگہ کبھی پانی تھا؟

یہ لوگ قتل و غارت کرتے ہوئے ملک شام تک آجائیں گے... اس وقت یہ لوگ کہیں گے...

''ہم نے زمین والوں کو تو نیست و نابود کر دیا... چلو آسمان والوں کا بھی خاتمہ کر دیں۔''

اب یہ لوگ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے... اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لوٹائیں گے... تیروں کو خون آلود دیکھ کر وہ کہیں گے:

''اب تو ہمارے سوا کوئی نہیں رہا۔''

اس فتنے میں حال یہ ہوگا کہ غلے کی بہت زیادہ تنگی ہو جائے گی۔ گائے کی ایک سری کی قیمت سو اشرفیوں تک جا پہنچے گی۔

آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دعا کے لیے کھڑے ہوں گے... آپ کے ساتھ جو لوگ ہوں گے، وہ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو جائیں گے اور آپ کی دعا پر آمین کہیں گے... تب اللہ تعالیٰ ان میں ایک بیماری پیدا کریں گے... وہ بیماری یہ ہوگی کہ ان کی گردنوں میں ایک دانہ نکلے گا... وہ دانہ انھیں آناً فاناً میں ہلاک کر دے گا... یہاں تک کہ سب کے سب ایک ہی رات میں تباہ ہو جائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی خبر لانے کے لیے چند آدمیوں کو قلعے سے باہر بھیجیں گے... وہ آ کر بتائیں گے کہ سب کے سب مرے پڑے ہیں... ان کی لاشوں سے بے پناہ بدبو پھیل رہی ہوگی... اس سے ساری فضا خراب ہو رہی ہوگی۔

اب پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں

گے... اس دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ لمبی لمبی گردنوں اور جسموں والے جانور بھیجیں گے... ان جانوروں کو عنقا کہا جاتا ہے... وہ جانور بہت سوں کو تو کھا جائیں گے اور باقی مردہ جسموں کو اٹھا اٹھا کر دریائے شور میں پھینک دیں گے... اس طرح زمین ان کے خون اور پیپ وغیرہ سے لتھڑ جائے گی... اللہ تعالیٰ زمین کو پاک کرنے کے لیے بہت بڑی، تیز اور بابرکت بارش برسائیں گے... یہ بارش مسلسل چالیس دن تک جاری رہے گی... اس سے پختہ بھی اور ناپختہ بھی سبھی مکانات ٹپکنے لگیں گے...

اس بارش کی وجہ سے بے تحاشا پیداوار ہوگی... بہت بابرکت اضافہ ہوگا... اس قدر برکت ہوگی کہ ایک سیر اناج اور ایک گائے اور بکری کا دودھ ایک پورے خاندان کو کافی ہو جائے گا... تمام لوگ عیش و آرام کی حالت میں آجائیں گے... زندہ لوگ مردوں کو یاد کریں گے (یعنی کہیں گے... کاش وہ آج زندہ ہوتے اور یہ برکات دیکھتے..) اس وقت روئے زمین پر جتنے لوگ بھی ہوں گے... سب کے سب اہلِ ایمان ہوں گے... کوئی ایک کافر نہیں رہے گا... کینہ اور حسد بھی ختم ہو جائے گا... سب کے سب اللہ کی بندگی میں لگ جائیں گے... قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ اس کا ذکر سورہ نساء میں فرماتے ہیں... کہ عیسیٰ ابن مریم کی موت سے پہلے سب لوگ ان پر ایمان لے آئیں گے...

اس وقت صورتِ حال اس طرح ہوگی کہ سانپ اور درندے تک لوگوں کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے... یاجوج ماجوج کی کمانیں اور نیام وغیرہ ایک عرصہ تک بطور ایندھن کام آئیں گی... یہ حالات سات سال تک رہیں گے... پھر کسی حد تک نفسانی خواہشات پیدا ہونے لگیں گی... یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہوگا... دنیا میں آپ کا قیام چالیس سال تک رہے گا... آپ نکاح بھی کریں گے اور آپ کے ہاں اولاد بھی پیدا ہوگی... پھر آپ انتقال کر جائیں گے...

انتقال کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام، آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضہ مبارک میں دفن ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ملک یمن کے بادشاہ جہجاہ آپ کے خلیفہ ہوں گے۔ وہ نہایت عدل کے ساتھ خلافت کے کام انجام دیں گے۔ ان کے بعد چند اور بادشاہ ہوں گے۔ ان بادشاہوں کے دور میں جہالت کی رسمیں عام ہوجائیں گی، کفریہ رسموں کا دور دورہ شروع ہوجائے گا۔ علم والے بہت کم رہ جائیں گے۔

اس دوران ایک اہم واقعہ یہ ہوگا کہ ایک مکان مشرق میں اور ایک مکان مغرب میں زمین میں دھنس جائے گا۔ ان میں جو لوگ ہلاک ہوں گے، وہ تقدیر کا انکار کرنے والے ہوں گے۔ (بخاری، مسلم) پھر انھی دنوں ایک بڑا دھواں نمودار ہوکر زمین پر چھا جائے گا۔ لوگ اس دھوئیں سے تنگ آجائیں گے، مسلمانوں پر اس دھوئیں کا بس اتنا اثر ہوگا کہ دماغ میں کمزوری اور نزلہ زکام محسوس کریں گے، لیکن منافقین اور کفار بے ہوش ہوجائیں گے۔ ان میں سے کچھ ایک دن، کچھ دو دن اور کچھ تین دن تک بے ہوش رہیں گے۔ یہ دھواں مسلسل چالیس روز تک چھایا رہے گا، پھر چھٹ جائے گا اور مطلع صاف ہوجائے گا۔

ان دو واقعات کے بعد ماہ ذی الحجہ میں یومِ نحر (قربانی کے دن) کے بعد رات اس قدر لمبی ہوجائے گی کہ مسافر تنگ دل ہوجائیں گے، بچے نیند سے بیدار ہوجائیں گے اور مویشی چراگاہ جانے کے لیے بے قرار ہوجائیں گے۔ سب پر ہیبت طاری ہوجائے گی۔ ہیبت اور بے چینی کی وجہ سے لوگ چیخ و پکار شروع کردیں گے۔ اور سورج اس حالت میں کہ جیسے تین چار دن کا چاند ہو اور اسے گرہن لگا ہوا ہو، معمولی سی روشنی کے ساتھ مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ مطلب یہ کہ مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ وہ بھی تین چار دن کے چاند جتنا اور حالت ایسی ہوگی گویا چاند کو گرہن لگا ہوا ہو۔ اس وقت تمام لوگ اللہ جل شانہٗ کی وحدانیت پر ایمان لے آئیں گے مگر اس وقت تک توبہ کا دروازہ بند ہوچکا ہوگا۔

دوسرے دن لوگ چہ میگوئیاں کررہے ہوں گے کہ صفا پہاڑ زلزلے سے پھٹ جائے گا۔ اس میں سے ایک عجیب شکل کا جانور نکلے گا۔ اس کے نکلنے سے پہلے دو مرتبہ اس کے نکلنے کی افواہ اڑ چکی ہوگی اور یمن اور نجد میں یہ افواہ مشہور ہوچکی ہوگی۔

شکل صورت کے اعتبار سے یہ جانور سات جانوروں سے ملتا جلتا ہوگا۔

(1) اس کا چہرہ آدمی سے (2) پیر اونٹ سے (3) گردن گھوڑے سے (4) دم بیل سے (5) کولہے ہرن سے (6) سینگ بارہ سنگے سے (7) اور ہاتھ بندر سے ملتے جلتے ہوں گے۔

نہایت صاف الفاظ میں بات کرے گا۔ روایات میں اس کا نام ''**دابۃ الارض**'' آیا ہے، یعنی زمین کا جانور۔

اس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ تمام شہروں میں اس قدر تیزی سے گھومے گا کہ کوئی شخص اس کا پیچھا نہیں کرسکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے بھاگ نہیں سکے گا۔ وہ ہر شخص پر نشان لگاتا چلا جائے گا۔ کوئی صاحبِ ایمان ہوگا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے اس کی پیشانی پر نورانی لکیر کھینچ دے گا۔ اس لکیر کی وجہ سے اس کا تمام چہرہ روشن ہوجائے گا اور اگر کوئی صاحبِ ایمان نہیں ہوگا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے اس کی ناک یا گردن پر سیاہ نشان لگادے گا۔ اس سے اس کا چہرہ بے رونق ہوجائے گا۔ حالت یہ ہوجائے گی کہ اگر ایک دسترخوان پر چند آدمی جمع ہوجائیں گے تو ہر ایک کے کفر اور ایمان کے بارے میں فرق فوراً معلوم ہوگا۔

دابۃ الارض اس کام سے فارغ ہوکر غائب ہوجائے گا۔ قیامت کی یہ بہت بڑی نشانیاں ہوں گی۔ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے اور دابۃ الارض کے ظاہر ہونے کے

بعد صور پھونکے جانے تک 120 سال کا عرصہ لگے گا۔ سورج پہلی بار مغرب سے نکلنے کے بعد، پھر معمول کے مطابق مشرق سے طلوع ہوتا رہے گا۔

دابۃ الارض کے غائب ہونے کے بعد جنوب کی طرف سے ایک نہایت خوش گوار ہوا چلے گی۔ اس ہوا سے ہر ایمان والے کی بغل میں درد پیدا ہوگا۔ اس درد سے پہلے افضل لوگ فوت ہونا شروع ہوں گے۔ افضل لوگوں کی موت کے بعد کم افضل لوگ فوت ہونے لگیں گے، پھر ناقص لوگوں کی باری آئے گی اور ان کے بعد فاسق لوگ مریں گے۔

قیامت کے نزدیک آنے کی ایک نشانی یہ ہوگی کہ حیوانات، پتھر، چابک اور جوتے کا تسمہ تک باتیں کریں گے۔ لوگوں سے ان کے گھروں کے حال بیان کریں گے۔ (ترمذی)

جب تمام اہلِ ایمان اس جہان سے کوچ کر جائیں گے تو حبشہ کے لوگوں کا غلبہ ہوگا۔ تمام ممالک میں ان کی حکومت قائم ہوجائے گی۔ وہ خانہ کعبہ کو ڈھادیں گے۔ اس وقت قرآن شریف دلوں، زبانوں اور کاغذوں سے اٹھالیا جائے گا۔ خدا ترسی، حق شناسی اور آخرت کا خوف لوگوں کے دلوں سے نکل جائے گا۔ شرم و حیا جاتی رہے گی۔ راستوں پر بدکاری کریں گے۔ حکام کا ظلم بڑھ جائے گا۔ لوگ بھی ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی کریں گے۔ دیہات ویران ہوجائیں گے۔ بڑے بڑے قصبے گاؤں کی مانند اور بڑے بڑے شہر معمولی قصبوں کی مانند ہوجائیں گے۔ قحط پھیل جائے گا۔ اس قسم کی دوسری آفتیں پے در پے نازل ہوں گی۔ جہالت اس قدر بڑھ جائے گی کہ کوئی لفظ اللہ کہنے والا نہیں ہوگا۔ ان دنوں ملک شام میں دوسرے ملکوں کی نسبت امن ہوگا۔ چیزیں آسانی سے ملیں گی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ دوسرے ملکوں کے لوگ شام کا رخ کرنے لگیں گے۔

کچھ مدت بعد ایک بہت بڑی آگ جنوب کی طرف سے نمودار ہوگی۔ وہ آگ لوگوں کی طرف بڑھے گی۔ لوگ اس آگ سے بے تحاشا بھاگیں گے۔ آگ بھی لوگوں کا

تعاقب کرے گی۔ جب لوگ بھاگتے بھاگتے، تھک کر چور ہو جائیں گے اور وقت بھی دوپہر کا ہو جائے گا تو آگ بھی رک جائے گی۔ جب دھوپ تیز ہو جائے گی، تو آگ پھر ان کا تعاقب شروع کر دے گی۔ شام کو پھر رک جائے گی۔

دوسرے دن آگ پھر لوگوں کی طرف رخ کرے گی۔ لوگ اس سے بچنے کے لیے بھاگیں گے۔ اس طرح آخر کار آگ انھیں شام تک لے آئے گی۔ اس کے بعد آگ واپس پلٹ کر غائب ہو جائے گی۔ کچھ لوگ اپنے ملک کی محبت کی وجہ سے وہاں سے روانہ ہوں گے، لیکن زیادہ تر وہیں رہ جائیں گے۔

قیامت کے نزدیک آجانے کی یہ آخری علامت ہوگی۔ اس کے بعد قیامت قائم ہونے کی علامت یہ ہوگی کہ لوگ تین چار سال تک غفلت میں پڑے رہیں گے۔ دنیاوی مال کی کثرت ہو جائے گی۔

اور پھر آخر کار قیامت قائم ہونے کا وقت ہو جائے گا۔ وہ دن جمعے کا ہوگا۔ اس دن تاریخ دس محرم ہوگی۔ یعنی وہ یوم عاشورہ ہوگا۔ صبح ہونے پر لوگ اپنے اپنے کاموں میں لگ جائیں گے۔ ایسے میں اچانک ایک باریک لمبی آواز لوگوں کو سنائی دے گی اور یہ دراصل صور پھونکے جانے کی ابتدا ہوگی۔ پوری دنیا میں یہ آواز یکساں ہوگی یعنی ایسا نہیں ہوگا کہ کہیں آواز کم اور کہیں زیادہ ہو۔

لوگ حیرت زدہ ہوں گے کہ آخر یہ کیسی آواز ہے... کہاں سے آرہی ہے... پھر رفتہ رفتہ اس آواز میں تیزی آتی جائے گی... آواز پہلے تو بلند ہوگی، پھر اس میں بجلی کی کڑک جیسی سختی آجائے گی... اب لوگ بہت بے چین ہو جائیں گے۔ جب صور کی آواز پوری طرح سخت ہو جائے گی تب لوگ اس کی ہیبت سے مرنے لگیں گے...

زمین میں زلزلہ شروع ہوگا۔ اس سے ڈر کر لوگ گھروں سے نکل نکل کر بھاگیں گے،

میدانوں کا رخ کریں گے۔ وحشی جانور خوف زدہ ہو کر لوگوں کی طرف بھاگیں گے۔ زمین جگہ جگہ سے پھٹ جائے گی۔ اس میں شگاف پڑتے چلے جائیں گے۔ سمندر ابل پڑیں گے... اور آبادیوں کی طرف بڑھیں گے... آگ بجھ جائے گی... بلند ترین پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تیز ہوا کے چلنے سے ریت کے موافق اڑیں گے... گرد و غبار کے اڑنے اور آندھیوں کے آنے کی وجہ سے سارا جہاں بالکل تاریک ہو جائے گا۔ ایسے میں صور کی آواز بھی دم بدم تیز ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ نہایت ہولناک ہو جائے گی... اس پر آسمان پھٹ جائے گا... ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے... سب آدمی مر جائیں گے، کوئی ایک بھی زندہ نہیں بچے گا...

جب سب آدمی مر جائیں گے تب ابلیس کی روح قبض کرنے کا حکم ہو گا۔ ملک الموت ابلیس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ ابلیس ملعون ان سے بچنے کے لیے چاروں طرف دوڑتا پھرے گا، لیکن ہر طرف فرشتے کھڑے ہوں گے۔ ان کے ہاتھوں میں آگ کے کوڑے ہوں گے۔ وہ آگ کے کوڑے مار مار کر اسے لوٹا دیں گے... اور آخر کار ملک الموت اس کی روح قبض کر لیں گے۔ موت کی تکالیف جس قدر سب بنی آدم پر گزری ہیں... اس اکیلے پر گزریں گی۔

صور پھونکے جانے کے چھ ماہ بعد تک نہ آسمان رہے گا، نہ ستارے، نہ پہاڑ، نہ سمندر، نہ اور کوئی چیز، سب کے سب نیست و نابود ہو جائیں گے۔ فرشتے بھی مر جائیں گے۔ سب کچھ فنا ہو جائے گا... تاہم آٹھ چیزیں فنا نہیں ہوں گی... عرش، کرسی، لوح، قلم، صور، جنت اور دوزخ۔ یہاں تک کہ اس وقت روحوں پر بھی بے خودی طاری ہو جائے گی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آٹھ چیزیں بھی کچھ دیر کے لیے غائب ہوں گی۔

مطلب یہ کہ سوائے اللہ رب العزت کی ذات کے اور کوئی باقی نہیں رہے گا۔ اس

وقت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

''(کہاں ہیں بادشاہان، سلطنتوں کا دعویٰ کرنے والے؟) آج کس کی بادشاہت ہے؟''

پھر خود ہی ارشاد فرمائیں گے۔

''(آج بادشاہت) اللہ واحد وقہار کے لیے ہے۔''

پس ایک مدت تک ذاتِ واحد ہی رہے گی۔ پھر ایک مدت بعد جس کی مقدار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ نئے سرے سے پیدائش کا عمل شروع کریں گے۔ آسمان، زمین اور فرشتوں کو پیدا کریں گے۔

زمین کی حالت اس وقت ایسی ہوگی کہ اس پر نہ عمارتیں ہوں گی، نہ درخت ہوں گے، نہ پہاڑ، سمندروں کا بھی نام ونشان نہیں ہوگا۔ اس کے بعد جس جس جگہ سے لوگوں کو زندہ کرنا منظور ہوگا... اس اس جگہ پہلے اس کی ریڑھ کی ہڈی کو پیدا کر کے رکھ دیا جائے گا، دوسرے جسمانی اعضاء اس ہڈی کے ساتھ رکھ دیے جائیں گے۔ ریڑھ کی ہڈی، اس ہڈی کو کہتے ہیں جس سے تمام جسم کی ہڈیوں کی پیدائش شروع ہوئی ہے۔ دوسرے اعضاء اپنی ترتیب سے ریڑھ کی ہڈی سے جڑ جائیں گے۔ پھر ان پر گوشت اور پوست چڑھنا شروع ہوگا۔ جو جو صورت ان کے مناسب حال ہوگی، انھیں عطا کی جائے گی۔

اس طرح جسمانی قالب تیار ہوجائیں گے۔ اب تمام روحوں کو حکم ہوگا کہ وہ صور میں داخل ہوجائیں۔ روحیں صور میں داخل ہوجائیں گی۔ اب حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ پوری طاقت سے صور پھونکیں۔

اس وقت اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے:

''قسم ہے میرے جاہ وجلال کی، کوئی روح اپنے قالب سے خطا نہیں کرے گی..''

(مطلب یہ کہ جو روح جس قالب کی ہوگی، اسی میں جائے گی) بس روحیں اپنے اپنے قالب میں اس طرح آئیں گی جیسے گھونسلوں میں پرندے آتے ہیں۔

صورِ اسرافیل میں روحوں کی تعداد کے مطابق ہی سوراخ ہیں، جب حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو روحیں ان سوراخوں سے نکل نکل کر اپنے اپنے قالب میں آئیں گی اور اس وقت ان روحوں کا اپنے جسموں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تعلق قائم ہو جائے گا، سب کے سب زندہ ہو جائیں گے۔

اس کے بعد پھر صور پھونکا جائے گا۔ اس سے زمین پھٹ جائے گی۔ تمام لوگ زمین سے برآمد ہوں گے۔ سب گرتے پڑتے صور کی آواز کی طرف دوڑیں گے۔ یہ صور بیت المقدس کے ایک مقام سے پھونکا جائے گا۔ اس صور کے پھونکے جانے میں اور اس سے پہلے صور پھونکے جانے میں چالیس سال کا عرصہ ہوگا۔ قبروں سے سب اسی شکل میں اٹھیں گے جیسے کہ پیدا ہوئے تھے، یعنی برہنہ ہوں گے۔ بے ختنہ اور بے ڈاڑھی ہوں گے۔ صرف سروں پر بال اور منہ میں دانت ہوں گے۔

سب سے پہلے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی قبر مبارک سے اٹھیں گے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھیں گے۔ پھر جگہ جگہ سے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اٹھیں گے۔ پھر عام مومنین اٹھیں گے۔ ان کے بعد فاسقوں کی باری آئے گی۔ پھر کفار آہستہ آہستہ اٹھیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہوں گے۔ (ترمذی)

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت آپ کے پاس اور دوسرے انبیاء کی امتیں ان کے پاس جمع ہو جائیں گی۔ ہول کی شدت سے اور مارے خوف کے سب کی آنکھیں

آسمان کی طرف لگی ہوں گی۔ کوئی شخص کسی کی طرف نہیں دیکھ سکے گا۔ (بخاری، مسلم)

جب سب لوگ میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے تو سورج ان کے سروں پر آ جائے گا۔ وہ اس قدر نزدیک ہوگا کہ لوگ کہیں گے، ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ ایسے میں آسمان پر چمکنے والی بجلیاں اور خوفناک آوازیں سنائی دیں گی۔

سورج کی گرمی کی وجہ سے سب کے جسموں سے پسینہ جاری ہو جائے گا۔ پیغمبروں اور صدیقوں کے تو صرف تلوے تر ہوں گے۔ تمام مومنوں کے ٹخنے، پنڈلی، گھٹنے، زانو، کمر، سینہ اور گردن تک پسینہ آ جائے گا۔ یعنی اعمال کے مطابق پسینہ آ جائے گا۔ جس کے جتنے زیادہ گناہ ہوں گے، اتنا ہی پسینہ بلند ہوگا۔

کافر لوگ منہ اور کانوں تک پسینے میں غرق ہوں گے۔ اس سے انھیں سخت تکلیف ہوگی۔ بھوک اور پیاس کی وجہ سے لوگ لاچار ہوں گے۔ پیاس بجھانے کے لیے حوضِ کوثر کی طرف جائیں گے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بھی حوض عطا کیے جائیں گے۔ وہ مزے میں اور لمبائی چوڑائی میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حوض سے کم ہوں گے۔ گرمی اور پیاس کے علاوہ بھی بے چینیاں اور بے قراریاں پیش آئیں گی۔ ایک ہزار سال تک وہ ان تکالیف میں مبتلا رہیں گے۔ صرف سات گروہوں کو سائے میں جگہ دی جائے گی۔ وہ سات گروہ یہ ہوں گے۔

(1) عادل بادشاہ (2) نوجوان عابد (3) وہ لوگ جو صرف اللہ کے ذکر اور نماز کی غرض سے ہمیشہ مسجد سے دلی لگاؤ رکھتے تھے (4) وہ لوگ جو تنہائی میں اللہ کے خوف سے روتے رہے (5) وہ لوگ جو خیرات اس طرح کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انھیں کوئی نہ دیکھے (6) وہ دو شخص جو خالص اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کریں، ان کا ظاہر اور باطن ایک ہو (7) وہ شخص جسے کوئی حسین اور جمیل عورت بدکاری کی دعوت دے اور وہ

صرف اللہ کے خوف سے باز رہے۔

بعض روایات میں ان کے علاوہ کچھ اور لوگوں یا گروہوں کا ذکر بھی آیا ہے کہ وہ اس دن عرش کے سائے تلے ہوں گے۔ جب کہ اس دن دوسرے لوگ نہایت سخت گرمی اور تیز ترین دھوپ میں ہوں گے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ مطلب یہ کہ یہ لوگ اس دن عرش کے سائے میں جگہ پائیں گے۔

جب ساری انسانیت میدانِ حشر میں جمع ہوگی۔ اس وقت وہاں کا ہیبت ناک اور تکلیف دہ ماحول ہر ایک کا پتہ پانی کر رہا ہوگا۔ اس وقت لوگ یہ کہیں گے:

''آگے کا فیصلہ جو ہو سو ہو، کسی نہ کسی طرح حساب کتاب شروع ہو جائے۔ تاکہ میدانِ حشر کی گرمی سے تو نکل جائیں۔''

تب سب لوگ جمع ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ ان سے عرض کریں گے:

''اے نوعِ انسانی کے والد! آپ ہی وہ ذات ہیں کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، فرشتوں سے سجدہ کرایا، جنت میں سکونت عطا فرمائی۔ تمام چیزوں کے نام سکھائے۔ پس آپ آج ہماری شفاعت کیجیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مصیبتوں سے نجات عطا فرما دیں۔''

حضرت آدم علیہ السلام ان سے فرمائیں گے۔

''اللہ رب العزت آج اس قدر غضب ناک ہیں کہ پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں گے اور نہ آیندہ کبھی ہوں گے۔ مجھ سے ایک لغزش ہو چکی ہے۔ وہ یہ کہ میں نے ممانعت کے باوجود گندم کا دانہ کھا لیا تھا۔ پس اس کے مواخذے سے ڈرتا ہوں۔ مجھ میں شفاعت کرنے کی طاقت نہیں مگر تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ اس لیے کہ وہ پہلے پیغمبر

ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔''

لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے:

''اے نوح! آپ ہی وہ پیغمبر ہیں جو سب سے پہلے انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے شکر گزار بندے کا لقب عطا فرمایا (قرآنِ کریم) ہماری حالتِ زار دیکھیے اور ہماری شفاعت کیجیے۔''

سب کی اس بات کے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے۔

''آج باری تعالیٰ اس قدر غضب ناک ہیں کہ نہ پہلے کبھی اتنے غضب ہوئے نہ کبھی ہوں گے، مجھ سے ایک لغزش ہوئی تھی، وہ یہ کہ میں نے ادب کا لحاظ نہ کرتے ہوئے اپنے بیٹے کے ڈوبنے کے وقت اسے بچا لینے کا سوال کیا تھا، پس آج میں اس وجہ سے ڈرتا ہوں، شفاعت کرتے ہوئے ڈرتا ہوں... مگر ہاں تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ! اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنا خلیل فرمایا ہے۔'' (سورۃ النسا:12)

اب سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل فرمایا ہے۔ آپ کے لیے آگ کو ٹھنڈا کیا گیا... فرمایا گیا، اے آگ سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا (سورہ انبیاء 12) پس آج ہماری شفاعت کیجیے تا کہ ان تکالیف سے رہائی ملے۔''

اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے:

''آج پروردگار اس قدر غضب میں ہیں کہ نہ کبھی اتنے ہوئے، نہ ہوں گے۔ مجھ سے تین مرتبہ ایسا کلام سرزد ہوا کہ اس میں جھوٹ کا وہم ہوسکتا ہے۔ پس میں اس کے مواخذے سے ڈرتا ہوں۔ اس لیے مجھ میں شفاعت کی ہمت نہیں۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو یہ فرمائیں گے کہ تین ایسے کلام سرزد ہوئے، اس کی تفصیل یہ ہے:

ایک مرتبہ آپ کی قوم نے عید کے دن عمدہ عمدہ کھانے پکا کر بتوں کے سامنے رکھ دیے۔ پھر بت خانے کے دروازوں کو بند کر کے عید منانے کے لیے نہایت فخر اور غرور کی حالت میں میدان میں چلے گئے۔ انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ آپ نے ستاروں کی طرف دیکھ کر کہا:

''میری طبیعت خراب لگتی ہے۔''

یہ تھا وہ پہلا کلام جس میں جھوٹ کا گمان ہوسکتا تھا حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اصل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مطلب یہ تھا کہ تمھارے بتوں کو دیکھ دیکھ کر میری طبیعت خراب ہورہی ہے، اور بگڑ رہی ہے۔

دوسرے یہ کہ جب قوم میدان کی طرف چلی گئی... تو آپ کلہاڑا ہاتھ میں لیے بت خانے میں آ گئے اور ان بتوں سے کہنے لگے:

''یہ جو تمھارے سامنے لذیذ نعمتیں رکھی ہیں، ان کو کھاتے کیوں نہیں؟''

بت کیا جواب دیتے۔ اس پر فرمانے لگے:

''تم مجھ سے کیوں نہیں بولتے؟''

جب وہ خاموش رہے تو آپ نے تمام بتوں کو توڑ دیا۔ (سورہ انبیاء) البتہ بڑے بت کے صرف ناک کان توڑے اور کلہاڑے کو اس کے کندھے پر رکھ دیا۔ پھر دروازہ بند کر کے اپنے گھر تشریف لے آئے۔ کافر جب میدان سے واپس آئے تو اپنے بتوں کا حشر دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے... اور آپس میں کہنے لگے:

''ہم نے اس نوجوان ابراہیم کو اپنے بتوں کو برا بھلا کہتے سنا ہے، ہو نہ ہو، یہ کام اسی

کا ہے۔ پس ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر پوچھا گیا۔

''یہ کام تم نے کیا ہے؟''

آپ نے جواب میں فرمایا:''نہیں بلکہ یہ تو ان کے اس بڑے بت نے کیا ہے۔''

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مطلب یہ تھا کہ مجھ سے کیا پوچھتے ہو، اس بڑے بت سے پوچھو، جس نے کندھے پر کلہاڑا رکھا ہوا ہے۔'' اگر یہ معبود بننے کے قابل ہے تو تم انھی سے پوچھو... یہ ساری حقیقت خود بیان کر دے گا۔''

تیسرے یہ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے شہر کو چھوڑ کر نجران میں چچا کے پاس تشریف لے گئے اور وہاں حضرت سارہ سے شادی کر لی اور یہاں سے حضرت سارہ کو ساتھ لے کر مصر کی طرف ہجرت کی، اس وقت مصر میں ایک ظالم بادشاہ تھا۔ وہ ہر خوب صورت عورت کو زبردستی چھین لیتا تھا... اگر عورت اپنے شوہر کے ساتھ ہوتی تو اس کے شوہر کو قتل کر دیتا تھا۔ شوہر کے علاوہ کوئی اور وارث ساتھ ہوتا تو اسے کچھ دے کر راضی کر لیتا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں پہنچے تو یہ تمام باتیں ان کے علم میں آئیں۔ حیران پریشان ہوئے۔ اتنے میں بادشاہ کے سپاہی وہاں پہنچ گئے۔ انھوں نے آکر پوچھا۔

''یہ عورت تمھاری کیا لگتی ہے؟''

آپ نے فرمایا۔

''یہ میری بہن ہے۔''

اور آپ نے یہ اس طرح فرمایا کہ اسلام کے ناطے سب مومن آپس میں دینی بھائی بہن ہوتے ہیں۔

آپ نے حضرت سارہ کو بھی سمجھا دیا کہ تم سے کوئی پوچھے تو تم بھی یہی بتانا کہ یہ میرے بھائی ہیں۔ چنانچہ اس ظالم بادشاہ کے سپاہی حضرت سارہ کو پکڑ کر لے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز میں مشغول ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام درمیانی پردوں کو اٹھا دیا۔ اس طرح حضرت سارہ ایک لمحے کے لیے بھی آپ کی نظروں سے اوجھل نہ ہوئیں۔ سپاہی انھیں ظالم بادشاہ کے محل میں لے گئے۔ وہ آپ کے سامنے آیا اور اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا۔

اس ظالم کا ہاتھ فوراً شل ہو گیا اور اس پر قدرے بے ہوشی سی طاری ہو گئی۔ اس نے جان لیا کہ یہ عورت کوئی عام عورت نہیں، چنانچہ حضرت سارہ سے معافی مانگی تو اس کا ہاتھ درست ہو گیا۔ اب اس پر پھر شیطان غالب آیا۔ اس نے پھر آپ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس کا ہاتھ پھر شل ہو گیا، تین بار ایسا ہوا۔ آخر اس نے سپاہیوں کو بلایا اور ان سے بولا:

''یہ عورت جادوگرنی ہے... اسے فوراً یہاں سے لے جاؤ... ہاجرہ کو بھی اس کے ساتھ کر دو اور نہایت احتیاط کے ساتھ ابراہیم کے پاس پہنچا دو۔''

یہ تھی تفصیل ان تین باتوں کی... غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام لوگوں سے فرمائیں گے، ان تین باتوں کی وجہ سے میں آج کے دن سفارش نہیں کر سکتا، تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنا کلیم بنایا ہے، ان سے باتیں کی ہیں۔

لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے:

''اے موسیٰ! آپ ہی وہ شخص ہیں جن سے بغیر کسی واسطے کے، رب تعالیٰ نے بات چیت کی ہے... اور اپنی قدرت سے توریت لکھ کر دی... آج کے دن ہماری شفاعت کیجیے...''

آپ جواب دیں گے:

''اللہ تعالیٰ آج کے دن اس قدر غضب ناک ہیں کہ نہ کبھی ایسے غضب ناک ہوئے تھے، نہ کبھی ہوں گے... اور میرے ہاتھ سے ایک قبطی شخص ہلاک ہو گیا تھا۔ اس لیے میں ڈرتا

ہوں، مجھ میں شفاعت کرنے کی ہمت نہیں ہے... ہاں تم عیسیٰ بن مریم کے پاس جاؤ...‘‘

ایک قبطی کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ تیس برس کے ہوئے اور شہر میں داخل ہوئے تو ایک دن راستے پر چلے جارہے تھے، آپ نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک فرعون کی جماعت کا تھا... دوسرا فرعون کے مخالف لوگوں میں سے تھا۔ اس نے آپ کو دیکھا تو مدد کے لیے پکارا۔ آپ نے قبطی کو ظلم سے باز آنے کے لیے کہا، اس نے آپ کی بات نہ مانی تو مجبوراً دوسرے کی مدد کرنے کے لیے آپ نے قبطی کو ایک گھونسہ دے مارا۔ اس گھونسے سے وہ مر گیا۔ اس طرح اسرائیلی اس کے ہاتھ سے بچ گیا۔ (تفسیر عزیزی)

اس واقعے کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ قصص میں کیا ہے۔ اب اس موقعے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس واقعے کا ذکر فرمایا اور کہا کہ میں ڈرتا ہوں، اس لیے شفاعت نہیں کر سکتا۔

اب تمام لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے:

’’اے عیسیٰ! اللہ نے آپ کو روح اور کلمہ کہا، جبرئیل علیہ السلام کو آپ کا رفیق بنایا، آج ہماری شفاعت کر دیجیے... تاکہ اللہ رب العزت ہمیں مصائب سے نجات عطا فرما دیں۔‘‘

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فرمائیں گے:

’’آج کے دن رب تعالیٰ اس قدر غضب ناک ہیں کہ نہ کبھی اتنے ہوئے، نہ کبھی ہوں گے... میری امت نے کبھی تو مجھے خدا کا بیٹا کہا اور کبھی خدا کہا... اس لیے میں ڈرتا ہوں... شفاعت کی ہمت نہیں پاتا... البتہ تم محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جاؤ۔‘‘

تب ساری خلقت آخر میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوگی اور عرض کرے گی:

’’اے اللہ کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! آپ اللہ کے محبوب ہیں، اللہ تعالیٰ نے

آپ کے اگلے پچھلے گناہوں کی معافی کی خوش خبری دی ہے... لہٰذا آپ تو محفوظ اور مامون ہیں... آپ خاتم النبیین ہیں... اگر آپ نے بھی آج کے دن منع فرما دیا تو ہم کس کے پاس جائیں گے؟ لہٰذا آپ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کر دیجیے تاکہ ہمیں ان مصیبتوں سے نجات ملے۔"

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرمائیں گے:

"ہاں! مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے اس لائق بنایا ہے... آج کے دن تم سب کی شفاعت کرنا میرا کام ہے۔"

پس آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ربِ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ حق تعالیٰ اس روز جبرئیل علیہ السلام کو براق دے کر سب لوگوں کے سامنے بھیجیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو کر روانہ ہوں گے۔ لوگوں کو آسمان پر ایک نہایت نورانی اور کشادہ مکان دکھائی دے گا۔ آپ اس میں داخل ہوں گے۔ اس مقام کا نام مقامِ محمود ہے۔ لوگ آپ کو اس مکان میں داخل ہوتے ہوئے دیکھیں گے تو آپ کی تعریف شروع کر دیں گے۔

عرش معلّٰی پر اللہ کی تجلی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی تجلی کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گر جائیں گے اور سات روز تک سجدے میں رہیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا۔

"اے محمد! سر اٹھایئے! جو کہیں گے، سنوں گا، جو مانگیں گے، دوں گا، اگر شفاعت کے لیے کہیں گے تو شفاعت قبول کروں گا۔"

تب حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سر اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں گے... ایسی تعریف بیان کریں گے کہ کسی انسان نے نہ کی ہوگی، پھر آپ فرمائیں گے۔

"اے باری تعالیٰ! آپ نے جبرئیل کے ذریعے وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن آپ جو چاہیں گے، دوں گا۔ پس آپ وعدہ پورا کریں۔"

حق تعالیٰ جواب میں ارشاد فرمائیں گے:

''جبرئیل نے جو کچھ پیغام پہنچایا تھا، وہ بالکل بجا اور درست تھا... آج بے شک میں آپ کو خوش کر دوں گا... اور آپ کی شفاعت قبول کروں گا۔

پس آپ کی شفاعت کی وجہ سے حساب و کتاب شروع کیا جائے گا اور بے شمار لوگ میدان محشر کے مختلف مراحل پر آپ کی شفاعت سے جنت کے حق دار بنیں گے۔

میدان محشر کے بعض مراحل میں جہنم کو حاضر کیا جائے گا۔ دوزخ کی گرمی اور بدبو اس قدر ہے کہ ستر سال کے فاصلے تک پہنچتی ہے۔ اس وقت حکم ہوگا کہ دوزخیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے جس کے برابر دنیا میں کسی نے راحت اور آرام کی زندگی بسر نہ کی ہوگی اور جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے جس کے برابر دنیا میں کسی نے تکالیف نہ اٹھائی ہوں گی۔ ایسے دو شخص پیش کیے جائیں گے۔ اب ملائکہ کو حکم ہوگا کہ جنتی کو جنت کے دروازے پر اور دوزخی کو دوزخ کے دروازے پر تھوڑی دیر کے لیے کھڑا کر کے واپس لاؤ۔ جب دونوں کو میدانِ حشر میں واپس لایا جائے گا تو جنتی سے پوچھا جائے گا۔

''تو نے دنیا میں تمام زندگی کبھی کوئی مصیبت اور تکلیف دیکھی؟''

وہ جواب میں کہے گا:

''نہیں کوئی نہیں، اس لیے کہ جنت کو دیکھ کر میرے رگ و ریشے میں اس قدر راحت اور فرحت سما گئی ہے کہ کوئی سختی میرے خیال تک میں نہیں رہی۔''

اب دوزخی سے پوچھا جائے گا۔

''کیا تو نے دنیا میں تمام زندگی کوئی آرام پایا؟''

وہ کہے گا:

''نہیں! میرے روئیں روئیں میں اس قدر تکالیف، رنج اور الم بھر گئے ہیں کہ راحت

کا خیال تک باقی نہیں رہا۔"

اس کے بعد لوگوں کے اعمال شکل اور صورت کی حالت میں سامنے کیے جائیں گے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تلاوتِ قرآنَ کریم، اللہ کا ذکر وغیرہ وغیرہ۔ سب عرض کریں گے:

"اے اللہ! ہم حاضر ہیں۔"

ان سب کو حکم ہوگا:

"تم سب نیک اعمال ہو، اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو... موقعے پر تم سے پوچھا جائے گا۔"

ان کے بعد اسلام حاضر ہو کر کہے گا۔

"اے اللہ! آپ سلام ہیں، میں اسلام ہوں۔"

حکم ہوگا:

"قریب آ، کیونکہ آج تیری ہی وجہ سے لوگوں سے پوچھ گچھ ہوگی اور تیری ہی وجہ سے لوگوں سے درگزر کی جائے گی۔"

یہاں لفظ اسلام سے کلمۂ توحید مراد ہے۔اس کے بعد فرشتوں کو حکم ہوگا:

"ہر ایک کے اعمال نامے کو اس کے پاس پہنچا دو۔"

اب ہر ایک کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں آجائے گا... مومنوں کو سامنے کے رخ سے دائیں ہاتھ میں اور کافروں کو پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ سب اپنے اپنے اعمال نامے پر نظر ڈالیں گے تو اللہ کے حکم سے ایک ہی نظر میں سب کچھ نظر آجائے گا۔

اس طرح تمام لوگ اپنے اپنے مقامات پر برقرار ہو جائیں گے۔ ان کی آپس میں ملاقات ہوگی تو ایک دوسرے سے کہیں گے:

"فلاں شخص ہم سے حق باتوں میں جھگڑتا تھا، نامعلوم وہ اب کس حال میں ہے؟"

اس پر ایک کھڑکی کھول دی جائے گی اور بینائی میں طاقت عطا کی جائے گی تا کہ اس سے وہ دوزخی کو دیکھ لیں۔

دوزخی بھی انھیں دیکھ لے گا... وہ آہ وزاری کر کے جنت کے کھانے اور پانی ان سے مانگے گا۔ (سورہ اعراف:12)

یہ اسے جواب دیں گے۔

''جنت کی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے... تم یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو تم نے کیسا پایا؟... ہم نے تو تمام وعدوں کو ہر طرح سے سچا پایا ہے۔''

وہ جواب میں بہت شرمندگی ظاہر کرے گا۔ اس کے بعد کھڑکی بند کر دی جائے گی۔ پھر جنتی لوگ اپنے اہل وعیال کے بارے میں معلوم کریں گے۔ فرشتے جواب دیں گے۔

''وہ اپنے اپنے اعمال کے مطابق جنت میں اپنے اپنے مکانات میں موجود ہیں۔''

یہ سن کر جنتی کہیں گے۔

''انھیں دیکھے بغیر ہمیں لطف نہیں آئے گا... انھیں ہم تک پہنچاؤ۔''

فرشتے جواب دیں گے:

''یہاں ہر شخص اپنے اپنے عمل کے مطابق رہ سکتا ہے... اس سے آگے نہیں بڑھا جاسکتا۔''

پس جنتی اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے:

''باری تعالیٰ! آپ کو معلوم ہے کہ ہم جب تک دنیا میں تھے تو روزی کماتے تھے، اس سے اپنے اہل وعیال کی پرورش کرتے تھے... وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوتے تھے۔ اب جب کہ تو نے بلا مشقت ایسی ایسی نعمتیں عنایت کر دی ہیں... تو ہم انھیں کس طرح محروم کر سکتے ہیں۔ امیدوار ہیں کہ ہمیں ان سے ملایا جائے۔''

تب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا:

''ان کی اولادوں کو ان تک پہنچا دو... اور ان کا عیش و آرام کا سامان بھی ساتھ ہی پہنچا دو تاکہ انھیں کسی بات کی تنگی نہ ہو۔''

پس اہل و عیال کو ان کے پاس پہنچا دیا جائے گا... ان کے اصل اعمال کی جزا کے علاوہ والدین کے طفیل بھی بہت کچھ عطا ہوگا۔

میدانِ حشر میں مسلمانوں کی حالت اپنے اپنے مرتبے کے مطابق ہوگی۔ ایک جماعت جو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے سے ملاقات اور محبت اور جدائی کرتی تھی، اللہ تعالیٰ کے دائیں نور کے منبروں پر ہوگی۔

بعض جو دنیا میں توکل کرتے تھے، اور دین و دنیا کے کام نہایت درستگی سے انجام دیتے تھے، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوں گے۔ انھیں بغیر حساب کتاب کے الگ کر دیا جائے گا۔ یعنی ان سے حساب کتاب نہیں لیا جائے گا اور باقی لوگوں سے ایک طرف کر دیا جائے گا...

جو لوگ دنیا میں دنیا ترک کر کے کلمہ توحید کی دعوت دینے میں دن رات لگے رہتے تھے، وہ بھی حساب کتاب کے بغیر الگ کر دیے جائیں گے...

جو لوگ راتوں کو نہایت حضور قلب کے ساتھ اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے، انھیں ''سادات الناس'' کا خطاب دے کر الگ کر دیا جائے گا۔

اس کے بعد وہ جماعت ظاہر ہوگی جو ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی ہمیشہ ذکر اور اللہ کی اطاعت میں مصروف رہتی تھی... سختی اور آرام کی حالت میں یکساں اللہ کی حمد بیان کرتی رہتی تھی، انھیں ''اشراف الناس'' کا خطاب دے کر الگ کر دیا جائے گا۔

ان کے بعد باقی ماندہ مسلمانوں اور منافقین کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

مثلاً نمازی نمازیوں میں، روزہ دار، روزہ داروں میں، حاجی حاجیوں میں، سخی سخیوں میں، مجاہد مجاہدین میں، عاجزی کرنے والے عاجزی کرنے والوں میں، خوش اخلاق اپنی جنس میں، ذکر کرنے والے ذکر کرنے والوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔

غرض اسی طرح اللہ کا خوف کرنے والے، دوسروں پر رحم کرنے والے، انصاف کرنے والے، شہادت کے مرتبے پر فائز ہونے والے، سچائی پر پورے اترنے والے، علما، زاہد الگ الگ کر دیے جائیں گے۔

اور اسی طرح ظالم حکمران، خونی، قاتل، زانی، جھوٹ بولنے والے، چور، ڈاکو، ماں باپ کو تکلیف دینے والے، سود خور، رشوت خور، لوگوں کے حقوق غصب کرنے والے، شرابی، یتیموں اور مسکینوں کے مال کھا جانے والے، زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے، نماز نہ پڑھنے والے، امانت میں خیانت کرنے والے، عہد توڑنے والے وغیرہ وغیرہ سب اپنے اپنے گروہوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ سب اپنی اپنی جنس میں جائیں گے۔ پھر ان گروہوں میں سے ایسے لوگ جن میں دو تین یا چار یا اس سے زیادہ صفات والے ہوں گے، ان کے الگ گروہ بنا دیے جائیں گے۔

جو لوگ مویشیوں پر زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے، انھیں میدانِ حشر میں پشت کے بل لٹا کر جانوروں کو حکم ہوگا کہ ان پر سے گزرو، انھیں پامال کرو۔ پس وہ بار باران کو روندیں گے۔

سود خوروں کے پیٹوں کو پھلا کر ان میں سانپ بچھو بھر دیے جائیں گے۔ یہ لوگ آسیب زدہ حالت میں ہوں گے۔

تصویر بنانے والوں کو حکم ہوگا کہ اپنی بنائی ہوئی تصاویر میں روح ڈالیں۔ جھوٹا خواب بیان کرنے والوں کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ جو کے دانوں میں گرہ لگائیں۔ چغل خوروں کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا... اسی طرح سب خطا کاروں کا مواخذہ ہوگا۔

(مسلم، امام احمد، ابنِ ماجہ، بخاری)

جب ہر قسم کے لوگ الگ الگ کر دیے جائیں گے تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص قسم کی تجلی ہوگی جسے ''ساق کی تجلی'' کہا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت اور کیفیت سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ''تجلی'' کا اثر یہ ہوگا کہ اسے دیکھتے ہی سب پکار اٹھیں گے:

''آپ ہی ہمارے پروردگار ہیں۔''

اور سب کے سب سجدے میں گر جائیں گے مگر منافقین سجدے میں نہیں گر سکیں گے۔ وہ پشت کے بل گریں گے۔

میدانِ حشر میں اعمال کا حساب ہوگا۔ سب سے پہلے نماز کا حساب اس طرح لیا جائے گا کہ اپنی تمام عمر میں کتنی نمازیں پڑھیں... کتنی اس کے ذمے واجب ہیں اور نماز کے ارکان اس نے کس طرح ادا کیے... کس قدر نوافل پڑھے ہیں... اگر اس نے فرائض چھوڑے ہوں گے تو ایک فرض کے بدلے ستر نفل شمار کیے جائیں گے... نماز انسانی صورت میں حاضر ہوگی... جو نمازیں خشوع اور خضوع کے بغیر پڑھی ہوں گی، وہ بے دست و پا ہوں گی... جن نمازوں میں ان باتوں کا خیال رکھا گیا ہوگا، وہ نہایت آراستہ ہوں گی... اس کے بعد دوسری جسمانی عبادات مثلاً روزہ، حج، زکوٰۃ، اور جہاد کا بھی اسی طرح حساب و کتاب ہوگا... ان کے علاوہ پرہیز گاری، حرص، دینی علوم، کھانا پینا، شراب، ناجائز خرید و فروخت اور حقوق العباد وغیرہ کا حساب ہوگا۔

ظالموں کو مظلوموں سے اس طرح بدلہ دلوایا جائے گا کہ اگر ظالم کی نیکیاں ہوں گی تو اس کے ظلم کے حساب سے مظلوموں کو دلوائی جائیں گی۔ اگر نیکیاں نہیں ہیں تو مظلوم کے گناہ اس کے ظلم کے حساب سے اس کی گردن پر ڈالے جائیں گے۔ البتہ ظالموں کا ایمان

اور عقیدہ نہیں لیا جائے گا۔

قیامت کے دن بعض ایسے بلند ہمت لوگ بھی ہوں گے جو اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے اپنی نیکیوں کو بغیر کسی چیز کے بدلے کے دوسروں کو دے دیں گے۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ دو آدمی مقام میزان میں ایسے حاضر ہوں گے کہ ایک کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی، دوسرا ایسا ہوگا کہ اس کی صرف ایک نیکی ہوگی۔ پہلے کو حکم ہوگا، اگر تو کسی سے ایک نیکی مانگ لائے تو نیکیوں کا پلڑا جھک جائے گا اور تو جنت کا حق دار ہو جائے گا۔

وہ بے چارہ تمام لوگوں سے درخواست کرتا پھرے گا... مگر کوئی اسے ایک نیکی نہیں دے گا... آخر مجبور ہو کر واپس آئے گا... اس وقت اس کا حال اس شخص کو معلوم ہوگا جس کے پاس نیکی ہی بس ایک ہوگی... وہ اس سے کہے گا:

''بھائی! میرے پاس تو نیکی ہی بس ایک ہے... جب تمھیں ایک نیکی کسی نے نہیں دی تو مجھے تو بہت سی نیکیوں کی ضرورت ہے، کون دے گا... لہٰذا میری ایک نیکی بھی تم لے لو... تمھارا تو کام بن جائے، میرا اللہ مالک ہے۔''

اللہ تعالیٰ اس کی قربانی کی وجہ سے اسے بھی جنت میں داخل کر دیں گے... اور دونوں کو ایک ہی درجے میں کر دیں گے۔

اس طرح تمام چھوٹی بڑی نیکیاں میزان میں داخل کر دی جائیں گی، لیکن ان کا وزن عقیدے کے مطابق ہوگا۔ جتنا کسی کا عقیدہ پختہ اور خالص ہوگا، اتنی ہی اس کی نیکیاں وزنی ہوں گی...

روایات میں آیا ہے کہ ایک شخص کی ننانوے برائیاں ہوں گی اور نیکی صرف ایک ہوگی... جب اس کی 99 برائیوں کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور نیکی کو دوسرے میں

رکھا جانے لگے گا تو وہ کہے گا۔

’’یا اللہ! میری اس ایک نیکی کی 99 برائیوں کے مقابلے میں بھلا کیا حقیقت ہے کہ اسے تولا جائے... جب میں ہوں ہی دوزخ کے لائق تو تولے بغیر مجھے دوزخ میں ڈال دیں۔‘‘

اس وقت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا۔

’’ہم ظالم نہیں، یہ ضرور تولی جائے گی۔‘‘

جس وقت برائیوں کے مقابلے میں وہ ایک نیکی تولی جائے گی تو اس کا پلڑا جھک جائے گا اور وہ جنت کا حق دار ٹھہرایا جائے گا۔

بعض علماء نے خیال ظاہر کیا ہے کہ اس کی وہ ایک نیکی اللہ کے راستے میں شہادت ہوگی جو تمام عمر کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

نیکیوں اور برائیوں کے تولے جانے کے بعد پل صراط پر سے گزرنے کی باری آئے گی۔ پل صراط پر سے گزرنے کا حکم ہونے سے پہلے میدانِ محشر میں اندھیرا چھا جائے گا... پس ہر امت کو اپنے اپنے پیغمبر کے ساتھ چلنے کا حکم ہوگا... اہلِ ایمان کو نور کی دو مشعلیں دی جائیں گی... ایک آگے چلے گی، دوسری دائیں جانب چلے گی۔

جو ان سے کم درجے کے ہوں گے، انھیں ایک ایک مشعل دی جائے گی اور جو ان سے کم ہوں گے، ان کے صرف پاؤں کے انگوٹھے کے آس پاس معمولی سی روشنی ہوگی اور جو ان سے بھی گئے گزرے ہوں گے، انھیں ٹمٹمائے چراغ جتنی روشنی دی جائے گی... وہ کبھی بجھے گی اور کبھی روشن ہوگی۔

اور جو منافق ہوں گے، وہ ذاتی نور سے خالی ہوں گے، بلکہ دوسروں کے نور کی مدد سے چلیں گے۔ جب یہ لوگ دوزخ کے کنارے کے قریب جا پہنچیں گے تو دیکھیں گے کہ

دوزخ کے اوپر پل صراط ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ اس وقت حکم ہوگا کہ اس پر سے ہوکر جنت میں چلو۔ وہ پندرہ ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ ان میں پانچ ہزار تو اوپر چڑھنے کے اور پانچ ہزار درمیان میں چلنے کے اور پانچ ہزار سال اترنے کے ہیں۔ آخرکار جب میدانِ محشر سے پل صراط پر پہنچیں گے تو آواز آئے گی:

''اے لوگو! اپنی آنکھوں کو بند کرلو تاکہ فاطمہ بنتِ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پل پر سے گزر جائیں۔''

اس کے بعد بعض لوگ تو تجلّی کی چمک کی طرح، بعض ہوا کی مانند، بعض گھوڑے، بعض اونٹ، بعض معمولی رفتار کی مانند پل صراط سے گزر جائیں گے۔ بعض لوگ نہایت محنت اور مشقت کے ساتھ پل پر چلیں گے۔

اس وقت دوزخ میں سے بڑے بڑے آنکس نکلیں گے... یہ آنکس لوگوں میں سے بعض کو تو چھوڑ دیں گے، بعض کو کچھ کچھ کاٹیں گے اور بعض کو کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ اسی طرح رشتے اور امانتیں لوگوں کے ساتھ ہو جائیں گی۔ پس جن لوگوں نے ان کی رعایت نہ کی ہوگی، انھیں کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔ اس وقت نیک اعمال مثلاً نماز، روزہ، درود اور وظائف وغیرہ لوگوں کے مددگار ہوں گے۔ خیرات آگ کے اور ان کے درمیان رکاوٹ بن جائے گی۔ قربانی کے جانور سواری کا کام دیں گے۔ اس مقام پر اس قدر ہول ہوگا کہ آواز تک نہیں نکل سکے گی... تمام پیغمبر اپنی امتوں کے حق میں ربِ سَلِّم سَلِّم (یعنی اے اللہ سلامتی والا معاملہ فرمائیں۔) کہیں گے۔

جب مسلمان پل صراط پر چڑھ جائیں گے تو منافقین اندھیرے میں گرفتار ہوکر فریاد کریں گے۔

''بھائیو! ذرا ٹھہرنا، تمھارے نور کی روشنی میں ہم بھی ساتھ چلے چلیں۔''

وہ انھیں جواب دیں گے:

''پیچھے جاؤ... جہاں سے ہم نور لائے ہیں، تم بھی وہیں سے لے آؤ۔''

جب وہ پیچھے جائیں گے تو وہاں انتہا درجے کی تاریکی اور ہول دیکھیں گے۔ آخر نہایت بے قرار ہوکر واپس لوٹیں گے اور دیکھیں گے کہ پل صراط کے سرے پر ایک بہت بڑی دیوار قائم ہے اور دروازہ بند ہوگیا ہے۔ پس وہ بری طرح گڑگڑائیں گے۔ مسلمانوں کو پکاریں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمھارے ساتھ نہیں تھے جواب ہمارا ساتھ چھوڑ رہے ہو۔ وہ جواب میں کہیں گے، بے شک تم ہمارے ساتھ تو تھے، لیکن بظاہر ساتھ تھے۔ دل میں شک اور شبہ رکھتے تھے۔ ہمارے حق میں برائیاں اور کفاروں کی بھلائیاں چاہتے تھے، لہٰذا مناسب ہے کہ جن لوگوں کا ساتھ دیتے تھے، آج انھی سے جاملو۔

اس دوران آگ کے شعلے انھیں گھیر کر جہنم کے سب سے نیچے والے درجے میں پہنچا دیں گے اور وہ مسلمان جو بجلی اور ہوا کی رفتار سے پل صراط پر سے گزر جائیں گے، وہ پل عبور کر کے کہیں گے:

''ہم نے تو سنا تھا، راستے میں دوزخ آئے گی، لیکن ہم نے تو اسے دیکھا بھی نہیں۔''

یہ لوگ پل صراط سے اتر کر میدان میں ان سے جاملیں گے، اس طرح دنیا میں جو ایک دوسرے سے شکایت رکھتے تھے، وہ سب ایک ہوجائیں گے۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے دستِ مبارک سے جنت کا قفل کھولیں گے۔ اپنی امت کے لوگوں کو اندر داخل فرمائیں گے۔ پھر اپنی امت کی تفتیشِ حال کریں گے، اس وقت آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی کل امت کا چوتھا حصہ جنت میں ہوگا۔ یعنی آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کی امت کا تین چوتھائی حصہ دوزخ میں ہے۔

تب رحمۃ اللعالمین صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت غمگین ہوں گے، اور بارگاہِ الٰہی میں عرض

کریں گے:

''یا اللہ! میری امت کو دوزخ سے خلاصی عطا فرما۔''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ شفاعت بھی شفاعتِ کبریٰ کی مانند ہوگی۔ یعنی آپ سات روز تک سجدے میں رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عجیب وغریب حمد وثنا بیان کی تھی، اس وقت بھی ایسا ہی کریں گے۔ تب اللہ رب العزت کی طرف سے حکم ہوگا۔

''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے، اسے دوزخ سے نکال لائیں۔''

آپ کی اس شفاعت کو دیکھ کر دوسرے پیغمبر بھی اپنی اپنی امت کی شفاعت کریں گے۔

حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم فرشتوں کو ساتھ لے کر دوزخ کے کنارے پر پہنچیں گے اور فرمائیں گے:

''اپنے اپنے رشتے داروں اور واقف کاروں کو یاد کر کے ان کی نشانی بتاؤ تا کہ یہ فرشتے انھیں دوزخ سے نکال لیں۔''

ایسا ہی ہوگا۔ ان کے علاوہ شہداء کو ستر، حافظوں کو دس، علماء کو ان کے مرتبوں کے برابر لوگوں کی شفاعت کا حق ہوگا۔ جب آپ انھیں لے کر جنت میں تشریف لائیں گے تو آپ کی امت اس وقت تمام اہلِ جنت کا تیسرا حصہ ہوگی۔ اس وقت حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر دریافت فرمائیں گے کہ میری امت میں سے کس قدر دوزخ میں باقی ہیں۔

جواب عرض ہوگا:

''حضور! ابھی ہزار ہا دوزخ میں ہیں۔''

آپ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے:

اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے:

''جس کے دل میں ایک ذرّے کے برابر بھی ایمان ہے، اسے بھی نکال لیں۔''

پس آپ اسی طرح علماء، اولیاء اور شہداء کے ساتھ دوزخ کے کنارے پر آئیں گے اور فرمائیں گے:

''اپنے اپنے رشتے داروں، واقف کاروں کو یاد کرو اور پہچان کر دوزخ سے نکلوا لو۔''

اس وقت بھی ہزار ہا آدمی دوزخ سے نکل کر جنت میں پہنچ جائیں گے۔ اب آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت تمام اہلِ جنت کا نصف حصہ ہوگی۔

اس شفاعت کے بعد آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر حال دریافت فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے شفاعت کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا:

''جس کے دل میں آدھے ذرے کے برابر بھی ایمان ہو، اسے بھی دوزخ سے نکال لو۔''

اس طرح بہت بڑی تعداد جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہو جائے گی۔ اس وقت آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت تمام اہلِ جنت سے دوگنا ہو جائے گی، اور پیغمبروں کی امتوں کے اللہ کو ایک ماننے والوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہیں رہ جائے گا۔

اللہ کو ایک ماننے والے کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن تک کسی پیغمبر کی تعلیمات نہیں پہنچی ہوں گی یا انھیں پیغمبروں کے آنے کا علم نہیں ہوا ہوگا۔ ان کے حق میں بھی حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم شفاعت فرمائیں گے مگر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

''ان سے آپ کا تعلق نہیں۔ انھیں میں خود بخشوں گا۔''

ادھر مشرکوں اور اللہ کو ایک ماننے والے ان لوگوں کے درمیان دوزخ میں بحث چل

رہی ہوگی، مشرک اللہ کو ایک ماننے والوں کو طعنہ دے رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے:

''تم تو توحید کے معاملے میں ہم سے دنیا میں جھگڑتے تھے اور اپنے آپ کو سچا بتاتے تھے۔اب معلوم ہوا، تمھارا خیال غلط تھا... دیکھو! آج ہم اور تم برابر ہیں... ایک ہی مصیبت میں گرفتار ہیں۔''

اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

''ان لوگوں نے شرک اور توحید کو یکساں سمجھ لیا، قسم ہے میری عزت کی، میرے جلال کی، میں کسی موحد کو مشرک کے برابر نہیں کروں گا۔''

پس تمام موحدین کو اس روز کے آخر میں دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے دستِ قدرت سے دوزخ سے نکالیں گے۔اس وقت ان لوگوں کے جسم کوئلے کی طرح سیاہ ہو چکے ہوں گے۔انھیں آبِ حیات کی نہر میں جنت کے دروازوں کے سامنے غوطہ دیا جائے گا۔اس غوطے سے ان کے بدن صحیح سالم ہو جائیں گے۔یہ ایک مدت بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ان کی گردنوں پر ایک سیاہ داغ باقی رہ جائے گا۔اہلِ جنت میں ان کا لقب جہنمی ہوگا۔

ایک مدت تک یہ سیاہ داغ ان کی گردنوں پر ہی رہے گا... آخر وہ عرض کریں گے:

''اے باری تعالیٰ! جب آپ نے ہمیں دوزخ سے نجات عطا کر دی تو اس نشان کو بھی اپنے فضل و کرم سے دور فرما دیں۔''

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے وہ نشان دور ہو جائے گا۔

سب سے آخری شخص جو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا، ایک ایسا شخص ہوگا کہ اسے دوزخ سے نکال کر اس کے کنارے پر بٹھا دیا جائے گا۔تھوڑی دیر بعد

جب اسے ہوش آئے گا تو کہے گا:

''میرے منہ کو اس طرف سے پھیر دو۔''

تب اس سے عہد لیا جائے گا کہ وہ اس کے علاوہ تو اور کچھ نہیں مانگے گا۔ وہ وعدہ کرے گا تو اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دیا جائے گا... اب وہ جنت کی طرف دیکھے گا... اسے جنت نہایت تروتازہ نظر آئے گی... جنت کے درخت اور پھول پتے نظر آئیں گے تو شور مچائے گا۔

''الٰہی! مجھے وہاں (جنت کے قریب) پہنچا دیں۔''

ایک بار پھر اس سے عہد لیا جائے گا کہ اس کے بعد تو وہ کوئی خواہش نہیں کرے گا۔ وہ پھر عہد کرے گا، چنانچہ اسے جنت کے نزدیک کر دیا جائے گا... اب جنت کی تروتازگی دیکھے گا... تو پھر عہد کو توڑ دے گا اور گڑگڑائے گا کہ اسے جنت میں داخل کر دیا جائے... آخر اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی... تب اسے خیال آئے گا... جنت تو اس وقت تک بھر چکی ہوگی، میرے لیے اس میں جگہ کہاں ہوگی... تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

''جا، وہاں جگہ کی کمی نہیں ہے۔''

وہ عرض کرے گا:

''باری تعالیٰ! آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں، حالانکہ آپ ربّ العالمین ہیں۔''

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

''جس قدر تجھے مانگنا ہو، مانگ لے، میں تجھے اس سے بھی دوگنا عطا کروں گا۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوگا... اور اسے جو کچھ ملے گا، وہ اہلِ جنت کا ادنیٰ درجہ ہوگا۔

☆

یہ معاملہ تو اس ساری مخلوق سے ہوگا جو کسی نہ کسی درجے میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے

تھے۔ اب کافروں پر فردِ جرم عائد کی جائے گی۔ ان سے توحید اور شرک کے بارے میں سوال ہوگا۔ وہ جواب میں شرک سے صاف انکار کریں گے۔ پکار اٹھیں گے:

''ہم نے شرک نہیں کیا۔''

اب ان کے سامنے گواہ کے طور پر ان فرشتوں کو لایا جائے گا جو ان کے دن رات کے افعال لکھا کرتے تھے۔ زمین کے اس ٹکڑے کو پیش کیا جائے گا جس پر وہ شرک کرتے تھے۔ وہ ان سب کا بھی انکار کرتے رہیں گے۔ آخر میں ان کی زبانوں کو خاموش کر دیا جائے گا۔ ان کے جسم کے ہر ہر عضو سے گواہی لی جائے گی۔

جسم کا ہر عضو ان کے خلاف گواہی دے گا... ان کے شر کی کہانی سنائے گا... اعضا کی گواہی ختم ہونے پر وہ اپنے اعضاء کو لعن طعن کریں گے، ان سے کہیں گے:

''ہم نے جو کچھ کیا تھا، تمھارے ہی لیے کیا تھا۔''

ان کے اعضاء جواب دیں گے:

''ہم اللہ کے حکم سے تمھاری فرماں برداری کیا کرتے تھے... اب اسی کے حکم سے بولے ہیں... بے شک تم ظالم تھے، کیونکہ تم نے مالکِ حقیقی کی خلاف ورزی کر کے ہمیں بھی اپنے ساتھ مصیبت میں مبتلا کر دیا... اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں تمھارے تابع کیا تھا، اس کا تم نے کچھ بھی شکر ادا نہیں کیا، نہ ہماری فرماں برداری کی اصل غرض سمجھنے کی تم نے کوشش کی... ہم تو سوائے سچ کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔''

پس وہ لاچار ہوں گے اور اپنے کفر اور شرک کا اقرار کرلیں گے۔ اس طرح مجرم قرار پائیں گے... تاہم طرح طرح کے عذر پیش کریں گے... کہیں گے:

''ہمیں اللہ کے احکامات کا پتا نہیں تھا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا:

''میں نے پیغمبروں کو معجزات دے کر بھیجا۔ انھوں نے میرے احکامات کو نہایت امانت داری کے ساتھ پہنچایا... تم نے کیوں غفلت کی... اور احکامات کو کیوں نہ مانا؟''

وہ جواب میں کہیں گے:

''نہ تو ہمارے پاس کوئی پیغمبر آیا، نہ کوئی حکم پہنچا۔''

اس پر سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ آپ ارشاد فرمائیں گے۔

''اے جھوٹو! اے حق سے منہ موڑنے والو! کیا تم بھول گئے، میں نے تمھیں ساڑھے نوسو برس کی طویل مدت تک طرح طرح کے وعظ سنائے، اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ اللہ کے احکام تم تک پہنچائے، کتنی محنت اور کوشش کی... اعلانیہ اور پوشیدہ طور پر اللہ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کو کس قدر محنت اور جانفشانی سے، کھلی دلیلوں اور معجزات سے ثابت کیا، کیا تم بھول گئے کہ فلاں مجلس میں میں نے تم سے اس طرح کہا تھا اور تم نے ایسا جواب دیا تھا۔''

اس طرح حضرت نوح علیہ السلام انھیں اپنی تبلیغ اور ان کے انکار کی تفصیلات سنائیں گے مگر اس سب کے باوجود وہ صاف مکر جائیں گے... اور کہیں گے:

''ہم تو تمھیں جانتے بھی نہیں... نہ ہم نے تم سے کبھی کوئی حکم سنا۔''

اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

''اے نوح! اپنی تبلیغ اور رسالت کے گواہ پیش کیجیے۔''

حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے:

''میرے گواہ (حضرت) محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے امتی ہیں۔''

اب آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امت کے علماء، صدیقین اور شہداء پیش کیے جائیں گے۔ وہ عرض کریں گے:

''جی ہاں! ہم ان کے گواہ ہیں... بے شک آپ نے انھیں رسول بنا کر اپنے احکامات کی تبلیغ کے لیے بھیجا۔''

حضرت نوح علیہ السلام کی امت کے کافر اس گواہی کے خلاف یوں کہیں گے:

''تم تو ہمارے زمانے میں تھے ہی نہیں، نہ تم نے ہماری حالت دیکھی، نہ ہماری گفتگو سنی... پھر بھلا ہمارے مقدمے میں تمھاری گواہی کیونکر قابلِ قبول ہو سکتی ہے۔''

اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے:

''جو کچھ میری امت نے کہا، وہ بالکل درست ہے، اس لیے کہ انھیں یہ ساری حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی خبروں کے ذریعے معلوم ہوئی ہے۔''

تب یہ کافر ساکت ہو جائیں گے، یعنی ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا اور اس طرح مجرم قرار پائیں گے۔ ان کے بعد اسی طرح حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہم کی امتیں بحث کے بعد مجرم قرار پائیں گی۔ مجرم قرار پانے کے بعد یہ کہیں گے:

''اے باری تعالیٰ! حقیقت یہی ہے کہ ہم نے نہیں سمجھا... ہم خطاوار اور گناہ گار ہیں... لیکن ان تمام خرابیوں کا سبب اور لوگ تھے... ہمارے عذاب کو ان کی گردنوں پر رکھ اور ہمیں دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ تیرے احکامات کو قبول کر کے نیک عمل کریں۔''

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انھیں جواب ملے گا:

''تمھارا عذر قابلِ قبول نہیں، سمجھانے کا جو حق تھا، وہ ادا ہو چکا۔ تمھیں ہم نے مدتِ دراز تک فرصت دی تھی۔ اب دنیا میں واپس جانا ناممکن ہے۔''

پس ان کے جو نیک اعمال ہوں گے، وہ نیست و نابود کر دیے جائیں گے... اور

برے اعمال کو برقرار رکھا جائے گا، کیونکہ انھوں نے اپنے گمان میں جو کچھ نیک اعمال بتوں کے لیے کیے ہوں گے، وہ بارِگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہوں گے... سوائے ان اعمال کے جو انھوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے کیے ہوں گے... اور ان اعمال کا بدلہ پہلے ہی دنیا میں انھیں مل چکا ہوگا، اس لیے آخرت میں ان کی جزا نہیں ملے گی۔

اب حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوگا۔

''اپنی اولاد میں سے دوزخیوں کا گروہ علیحدہ کردو۔''

حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے:

''کس حساب سے الگ کروں؟''

ارشادِ باری تعالیٰ ہوگا۔

''ہر ہزار میں سے ایک آدمی جنت کے لیے اور نوسو ننانوے آدمی دوزخ کے لیے۔''

اس وقت لوگوں میں اس قدر ہل چل ہوگی کہ بیان سے باہر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے:

''جس جس نے اپنے جس جس معبود کے لیے عمل کیا ہے، خود ان سے بدلہ پالیں۔''

جس وقت وہ اپنے اپنے معبودوں کی تلاش میں ہوں گے تو وہ شیاطین سامنے آجائیں گے جو خواب اور بیداری کی حالت میں انھیں نئے نئے کرشمے دکھاتے تھے اور جو جماعتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، فرشتوں یا دیگر انبیاء اور اولیاء کو پوجتی تھیں، لیکن یہ صالحین ان کے ان بداعمال سے بیزار تھے تو وہی شیطان ان کے سامنے آجائیں گے۔ پس جو فرشتے انتظام پر مامور ہوں گے، وہ ان سے پوچھیں گے۔

''کیا تمھارے معبود یہی ہیں؟''

اب چونکہ وہ دنیا میں انھی کو پوجتے رہے تھے، انھی کو سجدہ کرتے رہے تھے یا انھی کی

عبادت کرتے رہے تھے، اس لیے کہیں گے:

''ہاں! ہمارے معبود یہی ہیں۔''

فرشتے ان سے کہیں گے:

''تو پھراب تم ان کے ساتھ چلے جاؤ... تاکہ تمھیں تمھارے اعمال کی سزا مل سکے۔''

اب یہ لوگ شدتِ پیاس کی وجہ سے اپنے ان جھوٹے معبودوں سے پانی طلب کریں گے۔ اس پر ان کے لیے سراب نمودار ہوگا۔ یعنی صحرا میں جب کسی کو دور بہت دور دھوپ میں ریت چمکتی نظر آتی ہے تو وہ اسے پانی خیال کرتا ہے... اس کو سراب کہتے ہیں... اس وقت وہ سراب کو دیکھیں گے اور پانی سمجھ کر اس کی طرف دوڑیں گے، لیکن جب اس جگہ پہنچیں گے تو آگ نظر آئے گی... اس آگ کی بڑی بڑی لپیٹیں انھیں اپنی طرف کھینچیں گی۔ دوزخ میں سے آگ کی لمبی لمبی گردنیں نکلیں گی اور دانوں کی طرح چن چن کر انھیں دوزخ میں ڈال دیں گی۔

جب تمام کافر آگ میں پہنچ جائیں گے تو شیطان آگ کے منبر پر چڑھ کر ان سب کو اپنی طرف بلائے گا۔ وہ خیال کریں گے، یہ ہمارا سردار ہے، کسی نہ کسی طرح انھیں اس آگ سے نجات دلا دے گا، سب اس کے پاس آ جمع ہوں گے۔ پس اس وقت شیطان ان سے کہے گا:

''اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات درست اور بجا تھے۔ میں تمھارا اور تمھارے باپ (آدم علیہ السلام) کا دشمن تھا... مگر یہ یاد رہے کہ میں نے تم میں سے کسی کو زبردستی اپنی طرف نہیں کھینچا، البتہ برے کاموں کی ترغیب دی۔ تم نے کم عقلی کی وجہ سے میرے پیدا کردہ وسوسوں کو سچا جان کر اختیار کیا۔ پس اس وقت اپنے آپ ہی کو ملامت کرو، مجھے ملامت نہ کرو۔ اس کے علاوہ آگ سے نجات دلانے کے سلسلے میں مجھ سے کسی قسم کی امید نہ رکھنا۔''

شیطان کے مایوسی سے بھرے اس جواب کو سن کر وہ آپس میں لعن طعن کرنے لگیں

گے۔ ہر کوئی اپنے گناہوں کو دوسرے کے سر ڈالنے کی کوشش کرے گا، مگر اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ جہنم کے فرشتے انھیں کھینچ کھینچ کر ان کے مقام تک پہنچا دیں گے۔ ہر ایک کو جہنم میں مقام ان کے اعمال اور عقائد کے مطابق ملے گا۔

دوزخ کی آگ یہاں کی آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔ اس کا رنگ شروع میں سفید تھا۔ پھر ہزار برس بعد سرخ ہو گیا، اب سیاہ ہے۔ جہنم کے سات طبقے ہیں۔ ان میں ایک ایک بڑا پھاٹک ہے۔ اول طبقہ گناہ گار مسلمانوں اور ان کافروں کے لیے ہے جو شرک کے باوجود پیغمبروں کی حمایت کرتے تھے۔ دوسرے چند طبقات مشرکین، آگ کی پوجا کرنے والے، دہریے، یہودی، عیسائی اور منافقین کے لیے ہیں۔

ان سات طبقات کے نام یہ ہیں۔ (1) جحیم (2) جہنم (3) سعیر (4) سقر (5) لظیٰ (6) ہاویہ (7) حطمہ۔

ان طبقات میں سے ہر ایک میں نہایت وسیع اور قسم قسم کے عذاب اور مختلف مکانات ہیں۔ مثلاً ایک مکان ہے، اس کا نام ''غی'' ہے۔ اس کی سختی سے باقی دوزخ بھی ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔

ایک اور مکان ہے۔ اس میں بے انتہا سردی ہے۔ اسے ''زمہریر'' کہتے ہیں۔ ایک مکان ہے، اسے ''جب الحزن'' یعنی غم کا کنواں کہتے ہیں۔

ایک اور کنواں ہے، اسے ''طینۃ الخبال'' یعنی پیپ کی کیچڑ کہتے ہیں۔

ایک پہاڑ ہے، اسے ''صعود'' کہتے ہیں۔ اس کی بلندی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ اس پر کافروں کو چڑھا کر دوزخ کی آگ میں پھینکا جائے گا۔

ایک تالاب ہے، اس کا نام ''آبِ حمیم'' ہے، اس کا پانی اس قدر گرم ہے کہ لبوں تک پہنچنے سے اوپر کا ہونٹ اس قدر سوج جاتا ہے کہ ناک اور آنکھیں تک ڈھک جاتی ہیں اور

نیچے کا لب سوج کر سینے اور ناف تک پہنچ جاتا ہے۔ زبان جل جاتی ہے، منہ تنگ ہو جاتا ہے، حلق سے نیچے اترتے ہی پھیپھڑے، معدہ، اور آنتوں کو پھاڑ دیتا ہے۔

ایک اور تالاب ہے، اسے ''غساق'' کہتے ہیں۔ اس میں کافروں کا پیپ اور لہو جمع ہوتا ہے۔

ایک چشمہ ہے، اس کا نام ''غسلین'' ہے، اس میں کافروں کا میل کچیل جمع ہوتا ہے۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے خوفناک مکانات ہیں۔

دوزخیوں کے جسم بہت چوڑے چکلے بنا دیے جائیں گے۔ تاکہ عذاب کی سختی زیادہ ہو۔ ان کے ہر ایک رگ و ریشے کو طرح طرح کے عذاب دیے جائیں گے۔ مثلاً جلانا، کچلنا، سانپ، بچھوؤں کا کاٹنا، کانٹوں میں چبھونا، کھال کا چیرنا، مکھیوں کو زخم پر بٹھانا وغیرہ۔

جب دوزخیوں کے جسم آگ سے جل جایا کریں گے تو فوراً ہی نئے جسم پیدا ہو جایا کریں گے۔ یہاں تک کہ ایک گھڑی میں سات سو جسم بدلتے رہیں، مگر جسم کے اصلی اجزا برقرار رہیں گے۔ صرف گوشت پوست جل کر دوبارہ پیدا ہوتا رہے گا۔ اپنی اپنی جسامت کے مطابق غم، حسرت ناامیدی وغیرہ برداشت کریں گے۔ بعض کافروں کی کھال بیالیس بیالیس گز موٹی ہوگی۔ دانت پہاڑوں کی مانند ہوں گے۔

ایک مدت دراز تک دوسرے عذابوں کے ساتھ ساتھ بھوک کا عذاب اس قدر سخت کر دیا جائے گا کہ تمام عذابوں کے مجموعے برابر ہوگا۔ آخرکار نہایت بے چین اور بے قرار ہو کر غذا طلب کریں گے، حکم ہوگا:

''انھیں درخت زقوم کے پھل کھانے کو دو۔''

اس درخت کے پھل نہایت کڑوے کانٹوں والے اور سخت ترین ہوں گے۔ یہ جحیم کی تہ میں پیدا ہوں گے، جب دوزخی ان پھلوں کو کھانا شروع کریں گے تو گلے میں پھنس

جائیں گے۔تب کہیں گے:

''دنیا میں جب ہمارے گلوں میں لقمہ اٹک جاتا تھا تو پانی سے نگل لیتے تھے۔لہٰذا اب پانی دیا جائے۔''

حکم ہوگا:

''انھیں جحیم میں سے پانی پلا دو۔''

وہ پانی ایسا ہوگا کہ منہ تک پہنچتے ہی ہونٹ جل کر سوج جائیں گے۔ اس قدر سوج جائیں گے کہ پیشانی اور سینے تک پہنچ جائیں گے۔زبان سکڑ جائے گی۔حلق ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔انتڑیاں پھٹ کر پاخانے کے راستے نکل پڑیں گی۔

وہ اس حالت سے بے قرار ہو کر جہنم کے داروغہ کے سامنے آہ وزاری کریں گے اور کہیں گے۔

''ہمیں مار ڈالو تا کہ ان مصیبتوں سے نجات مل جائے گی۔''

ان کی اس بات کا جواب ہزار سال بعد آئے گا... اور وہ جواب یہ ہوگا:

''تم تو ہمیشہ اسی میں رہو گے۔''

وہ پھر ہزار سال کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔

''اے اللہ! ہماری جان لے لیں۔اپنی رحمت سے ہمیں اس عذاب سے نجات دے دیں۔''

ہزار سال بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انھیں جواب ملے گا۔

''خبردار! خاموش رہو، ہم سے درخواست نہ کرو۔تمھیں یہاں سے نکلنا نصیب نہیں ہوگا۔''

آخر کار مجبور ہو کر کہیں گے:

''آؤ بھائی صبر کریں، کیونکہ صبر کا پھل اچھا ہے۔''

پھر اللہ تعالیٰ کو آہ و زاری کے ساتھ ایک ہزار سال تک یاد کریں گے۔ آخر بالکل ناامید ہو کر کہیں گے۔

''ہمارے لیے بے قراری اور صبر برابر ہے۔ کسی طرح نجات نہیں ملے گی۔''

اب انھیں سر کے بل کھڑا کیا جائے گا۔ ان کے جسم مسخ ہو کر کتوں، گدھوں، بھیڑیوں، بندروں، سانپوں اور دیگر حیوانات وغیرہ وغیرہ کی شکل میں ہو جائیں گے۔

☆

یہ کافروں کی حالت کا بیان تھا۔

جب تمام لوگ دوزخ اور جنت میں داخل ہو چکیں گے تو جنت اور دوزخ کے درمیان اعلان ہو گا۔

''اے اہلِ جنت، جنت کے کناروں پر آ جاؤ، اے اہلِ دوزخ، دوزخ کے کناروں پر آ جاؤ۔''

یہ اعلان سن کر جنتی کہیں گے:

''ہمیں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل کیا گیا ہے، اب کیوں طلب کرتے ہو؟''

دوسری طرف دوزخی یہ اعلان سن کر خوش ہوں گے کہ شاید اب ہماری مغفرت کا حکم ہو گا... دوڑ کر کناروں پر آ جائیں گے... جب سب کناروں پر آ جائیں گے تو ان کے درمیان موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا۔ اس وقت لوگوں سے پوچھا جائے گا۔

''کیا اسے پہچانتے ہو؟''

سب کہیں گے:

''ہاں! پہچانتے ہیں۔''

یہ کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہوگا جس نے موت کا پیالہ نہ پیا ہوگا۔ اس کے بعد موت کو ذبح کر دیا جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے حضرت یحییٰ علیہ السلام ذبح کریں گے۔

پھر اعلان کیا جائے گا۔

''اے اہلِ جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں رہو کہ اب موت نہیں... اور اے اہلِ دوزخ! ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہو کہ اب موت نہیں۔''

اس اعلان پر جنتی اس قدر خوش ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو خوشی سے مر جاتے... اور دوزخی اس قدر غمگین ہوں گے کہ اگر موت ہوتی تو مارے غم کے مر جاتے۔

اس کے بعد حکم ہوگا:

''دوزخ کے دروازوں کو بند کر کے ان کے پیچھے بڑی بڑی آتشی شمشیریں بطور پشتوں کے لگا دو... تاکہ دوزخیوں کو دوزخ سے نکلنے کا کبھی خیال تک نہ آئے اور جنتیوں کو ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہنے کا اطمینان ہو جائے۔''

جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مشک و زعفران کے گارے سے بنی ہوئی ہیں۔ اس کی سڑکیں اور پٹریاں زمرد، یاقوت اور بلور کی ہیں، باغیچے نہایت پاکیزہ ہیں۔ ان میں بجری کی جگہ زمرد، یاقوت اور موتی وغیرہ پڑے ہیں۔ اس کے درختوں کی چھالیں سونے اور چاندی کے رنگ کی ہیں۔ شاخیں کانٹوں کے بغیر ہیں۔ ان پر کبھی خزاں نہیں آتی۔ اس کے میووں میں دنیا کی طرح طرح کی لذتیں ہیں۔ ان کے نیچے ایسی نہریں ہیں جن کے کناروں پر جواہرات جڑے ہیں۔

جنت کے درخت نہایت بلند و بالا اور سایہ دار ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس قدر باشعور ہیں کہ جس وقت کوئی جنتی کسی پھل کو کھانے کی خواہش کرے گا تو درخت کی شاخ

اس قدر نیچے جھک آئے گی کہ بغیر کسی مشقت کے وہ اس کو توڑ لے گا۔

جنت کی نہروں کی چار قسمیں ہیں۔ایک وہ ہیں جن کا پانی نہایت شیریں اور ٹھنڈا ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو ایسے دودھ سے لبریز ہیں جس کا مزا بگڑتا نہیں۔تیسری ایسی شراب کی ہیں جو نہایت فرحت بخش اور خوش رنگ ہے۔چوتھی نہایت صاف اور شفاف شہد کی ہے۔

ان کے علاوہ تین قسم کے چشمے ہیں۔ایک کا نام کافور ہے۔اس کی خاصیت خنک ہے... دوسرے کا نام زنجبیل ہے۔اس کو سلسبیل بھی کہتے ہیں۔اس کی خاصیت گرم ہے... تیسرے کا نام تسنیم ہے... یہ نہایت لطافت کے ساتھ ہوا میں معلق ہے اور جاری ہے۔

ان تینوں چشموں کا پانی مقربین کے لیے مخصوص ہے،لیکن ان سے کم درجے والے یعنی اصحابِ یمین کو بھی ان میں سے گلاس دیے جائیں گے۔یہ گلاس مہر لگے ہوں گے۔پانی پینے کے وقت اس میں سے تھوڑا تھوڑا ملا کر پیا کریں گے۔اللہ کے دیدار کے وقت جنتیوں کو ایک چیز اور عنایت ہوگی۔اس کا نام شرابِ طہور ہے۔وہ ان تمام چیزوں سے افضل اور اعلیٰ ہے۔

جنت کے لباس نہایت عمدہ اور پاکیزہ ہیں۔ہر شخص کو اس کی پسند کے مطابق لباس ملے گا... لباس مختلف قسم کے ہوں گے... مثلاً سندس، استبرق، اطلس اور زربفت وغیرہ... ان میں سے بعض اتنے باریک اور نازک ہوں گے کہ ستر لباس پہننے پر بھی بدن نظر آئے گا۔

جنت میں نہ سردی ہوگی نہ گرمی... نہ وہاں سورج کی شعاعیں ہوں گی، نہ وہاں تاریکی ہوگی، ایسی روشنی ہوگی جیسی سورج طلوع ہونے سے کچھ پہلے ہوتی ہے مگر روشنی میں اس سے ہزار درجے بہتر ہوگی۔یہ روشنی عرش کے نور کی ہوگی، چاند سورج کی نہیں ہوگی۔ اگر وہاں کا لباس اور زیور زمین پر لایا جائے تو اپنی چمک دمک سے جہاں کو اس قدر روشن کر دے گا کہ آفتاب کی روشنی اس کے سامنے ماند پڑ جائے گی۔

جنت میں پیشاب پاخانہ وغیرہ، کسی بھی قسم کی کوئی غلاظت نہیں ہوگی۔تھوک بلغم وغیرہ

بھی نہیں ہوں گے۔ بال صرف سر پر ہوں گے۔ جوانی میں جو بال ڈاڑھی مونچھ وغیرہ کے پیدا ہوتے ہیں، وہ بالکل نہیں ہوں گے۔ نہ کوئی بیماری ہوگی، بغض، کینہ، حسد، تکبر، غیبت وغیرہ سے دل صاف ہوں گے۔

جنت میں سونے کی ضرورت نہیں ہوں گی۔ تنہائی اور آرام کے لیے پردے والے مکانات ہوں گے۔ جنتی جو کچھ بھی کھائیں گے، پییں گے، اس کا فضلہ خوشبودار ڈکاروں اور پسینے سے دور ہوا کرے گا۔ جس قدر کھائیں گے، فوراً ہضم ہوجایا کرے گا۔ بدہضمی اور پیٹ کی خرابی کا نام تک نہیں ہوگا۔

سیر اور تفریح کے واسطے ہوائی سواریاں اور تخت ہوں گے۔ یہ تخت ایک مہینے کا راستہ ایک گھنٹے میں طے کریں گے۔

جنت میں ایسے قبّے، برج اور بنگلے ہوں گے جو ایک ہی یاقوت یا موتی یا زمرد سے بنے ہوں گے اور مختلف رنگوں کے ہوں گے۔ ان کی بلندیاں اور چوڑائیاں ساٹھ ساٹھ گز ہوں گی۔ اس لیے کہ قاعدہ یہ ہے کہ کسی مکان کی بلندی اور چوڑائی یکساں نہ ہو تو مکان ناموزوں ہوتا ہے۔ اہلِ جنت کی خدمت، راحت، آسائش اور آرام وغیرہ کے لیے حور و غلمان ہوں گے۔

جنت کے آٹھ درجات ہیں۔ ان میں سے سات تو سکونت کے لیے خاص ہیں اور آٹھویں جنت اللہ کے دیدار کے لیے ہے۔ اس کو بارگاہِ الٰہی بھی کہہ سکتے ہیں۔ جنتوں کے نام یہ ہیں۔ جنت الماویٰ، دارالمقام، دارالسلام، دارالخلد، جنت النعیم، جنت الفردوس، جنت العدن۔

ان میں جنت الفردوس سب سے برتر اور اعلیٰ ہے اور اس میں سب سے بہترین طبقہ جنت العدن ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی تجلیات نمودار ہوتی ہیں۔ طرح طرح کی بے اندازہ نعمتیں عطا فرمائی جاتی ہیں۔

آٹھویں جنت کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آٹھویں جنت علیین ہے، لیکن قرآنِ کریم میں یہ آیا ہے کہ علیین اہلِ جنت کا دفتر اور بڑے فرشتوں اور بنی آدم کی حاضری کا مقام ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنت کے درجات تعداد میں اتنے ہیں جتنی قرآنِ کریم کی آیات... اور تمام درجات میں بلند و بالا درجہ وسیلہ ہے... یہ درجہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لیے خاص ہے۔ جنت کے ان تمام درجات کی چھت عرشِ الٰہی ہے۔ نیچے کے درجے والوں کو اوپر کے درجات والے اس طرح نظر آئیں گے، گویا آسمان کے کناروں پر ستارے۔ جنت کے ان آٹھ درجات میں جنت الماویٰ سب سے نیچے اور جنت الفردوس سب سے اوپر ہے۔

اہلِ جنت میں سے ادنیٰ جنتی کو دنیاوی آرزوؤں سے دس گنا زیادہ عطا ہوگا... اور ادنیٰ جنتی کے خادم، اسباب اور مِلک وغیرہ اسی (80) سال کی مسافت کے برابر پھیلاؤ میں ہوں گے، جنت کے بعض بڑے پھل ایسے ہوں گے کہ جنتی ان کو جس وقت توڑے گا تو اس میں سے نہایت خوب صورت، پاکیزہ عورت زرق برق لباس اور زیورات کے ساتھ برآمد ہوگی اور اس جنتی کی ساتھی اور خدمت گزار ہوگی۔

اہلِ جنت کے قد و قامت، حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ساٹھ (90 فٹ) ہاتھ ہوں گے اور دوسرے اعضاء بھی اس قد و قامت کے لحاظ سے ہوں گے۔ صورت کے لحاظ سے نہایت حسین اور جمیل ہوں گے۔ سب لوگ عین جوانی کی حالت میں ہوں گے۔ اللہ کا ذکر ان کے دل اور زبانوں پر اس طرح بے تکلف جاری رہے گا جیسے دنیا میں سانس لیتے تھے۔ جنت کی نعمتوں سے بدن کو لذت حاصل ہوگی۔ باطنی لذتیں یعنی انوار اور تجلّیات بھی حاصل ہوں گی۔ مثلاً جنت میں ایک درخت ہے، اس کا نام سبحان اللہ ہے۔

یہ درخت تسبیح کی لذت سے آگاہ کرے گا۔

جنت کی سب سے بہتر اور افضل نعمت دیدارِ الٰہی ہے۔ دیدارِ الٰہی کے اعتبار سے لوگوں کی چار قسمیں ہوں گی۔ ایک تو وہ جنھیں سال بھر میں ایک مرتبہ دیدار ہوا کرے گا۔ دوسری قسم وہ جنھیں ہر جمعے کو، تیسرے وہ جو دن میں دو مرتبہ دیدار کریں گے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ صبح اور عصر کی نماز خشوع اور خضوع سے پڑھنے سے اس دیدار میں بہت مدد ملتی ہے۔ چوتھی قسم ان کی ہوگی جو خاص الخاص لوگ ہوں گے۔ غلمان اور خدام کی مانند ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں حاضر رہیں گے۔

دیدار کا طریقہ یہ ہوگا کہ سات طبقوں کے اوپر آٹھویں طبقے میں ایک کشادہ وسیع میدان عرش کے نیچے موجود ہے۔ وہاں نور، زمرد، یاقوت، موتی، چاندی اور سونے وغیرہ کی کرسیاں مرتبوں کے اعتبار سے رکھی جائیں گی۔ جن لوگوں کے لیے کرسیاں نہیں ہیں، انھیں مشک اور عنبر کے ٹیلوں پر بٹھایا جائے گا۔ ہر شخص اپنی جگہ نہایت خوش ہوگا۔ دوسروں کے بلند مرتبوں کے باوجود اسے اپنی کسی قسم کی کمی کا خیال نہیں آئے گا۔

ایسے میں ایک نہایت فرحت بخش ہوا چلے گی۔ وہ ہوا ان پر ایسی پاکیزہ خوشبوئیں چھڑک دے گی جو انھوں نے نہ کبھی دنیا میں اور نہ کبھی بہشت میں محسوس کی ہوں گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر اس طرح جلوہ فرمائیں گے کہ کوئی شخص ایک دوسرے کے درمیان رکاوٹ نہیں بن سکے گا۔ ہر شخص کو اس قدر قرب حاصل ہوگا کہ وہ اپنے دل کے رازوں کو اس طرح عرض کرے گا کہ دوسرے کو خبر نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے خطاب کو سنے گا۔

جب یہ لوگ یہاں سے رخصت ہوں گے تو ایک بازار دیکھیں گے۔ اس بازار میں ایسے ایسے تحائف ہوں گے جو کسی آنکھ نے نہ دیکھے ہوں گے، کسی کان نے نہ سنے ہوں گے، جو شخص جس چیز کا خواہش مند ہوگا... وہ اسے دی جائے گی۔

جنت میں تین قسم کے راگ (نغمات) ہوں گے۔ ایک تو یہ کہ جس وقت ہوا چلے گی، تو درخت طوبیٰ کے ہر پتے اور ہر شاخ سے سریلی آوازیں سنائی دیں گی۔ سننے والے محو ہو جائیں گے۔ جنت میں کوئی گھر ایسا نہیں ہوگا کہ جس میں درخت طوبیٰ کی شاخ نہ ہوگی۔

دوسرے یہ کہ جس طرح شادی بیاہ میں پروگرام ہوتے ہیں... اسی طرح جنت میں حوریں اپنی خوش الحان آوازوں سے ہر روز اپنے شوہروں کو لطف اندوز کریں گی... تیسرے یہ کہ دیدارِ الٰہی کے وقت بعض خوش الحان فرشتوں اور بندوں کو مثلاً حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اللہ کی پاکی بیان کریں۔ اس وقت جو وہ پاکی بیان کریں گے، اس سے ایسا عجیب لطف حاصل ہوگا کہ سب سننے والوں پر وجد طاری ہو جائے گا۔

اہلِ جنت کے خادم تین طرح کے ہوں گے۔ ایک تو فرشتے ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور جنتیوں کے درمیان قاصد ہوں گے۔ دوسرے غلمان (کم عمر لڑکے) ہوں گے۔ غلمان حوروں کی طرح ایک جدا مخلوق ہیں۔ یہ ہمیشہ ایک عمر کے رہیں گے اور بکھرے موتیوں کی طرح چاروں طرف خدمت کرتے پھریں گے۔ تیسرے مشرکین کی اولاد جو دنیا میں بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو گئی تھی، یہ بطور خادم ہوں گے۔ بعض ایسے لوگ بھی خادم ہوں گے کہ ان کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی، نہ تو یہ جنت کے حق دار ہوں گے اور نہ دوزخ کے.... بلکہ پل صراط سے اترتے ہی جہنم کے کنارے پر روک لیے جائیں گے۔ بعض وہ لوگ ہوں گے جن تک پیغمبروں کی دعوت نہیں پہنچی ہوگی... اور انھوں نے نہ تو ٹھیک اعمال کیے ہوں گے، نہ کوئی بدی اور شرک کیا ہوگا... بلکہ چوپایوں کی طرح کھانے پینے اور دنیا کے دھندوں وغیرہ میں عمر بسر کرتے رہے ہوں گے... ایسے لوگ بھی خادم ہوں گے جو دنیا میں عقل سے عاری تھے یا پاگل تھے اور عقل نہ ہونے یا پاگل ہونے کی وجہ سے حق اور باطل

میں فرق کرنے کے قابل نہیں تھے... یہ لوگ اس مقام میں حشر کے دن کے آخر تک مقامِ اعراف میں رہیں گے۔ جنت میں داخلے کی امید رکھیں گے۔ پھر ایک مدت بعد صرف اللہ کے فضل سے جنت میں داخل ہوں گے اور بطور خادم رہیں گے۔

جنّوں کے لیے بھی حساب کتاب ہوگا اور جنت یا دوزخ کا فیصلہ ہوگا۔ ان میں جو کافر ہوں گے، وہ دوزخ میں رہیں گے۔ جو نیک ہوں گے، وہ دائمی جنت میں رہیں گے، کیونکہ انسانوں کی طرح جنات بھی شریعت کے مکلّف ہیں۔

پرندوں اور چوپایوں کا بھی حشر ہوگا۔ وہ اس طرح ہوگا کہ مظلوم ظالم سے بدلہ لے گا۔ جب وہ ایک دوسرے سے بدلہ لے چکیں گے تو انھیں خاک کر دیا جائے گا... تاہم جانوروں میں سے یہ جانوں خاک نہیں ہوں گے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی اور اصحابِ کہف کا کتا۔

نباتات میں سے اسطوانہ حنانہ باقی رہے گا، یہ مسجد نبوی میں کھجور کا تنا تھا۔ مسجد نبوی کا منبر بننے سے پہلے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھجور کے اس تنے کا سہارا لیا کرتے تھے۔ منبر بننے پر جب آپ نے اس کا سہارا نہ لیا تو یہ تنا ننھے بچے کی طرح رویا تھا۔ اس کے رونے کی آواز سن کر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے سینے سے لگایا تھا اور پھر مسجد نبوی کے صحن ہی میں اسے دفن کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ آج اسی جگہ پر جو ستون ہے... اس پر اسطوانہ حنانہ لکھا ہوا ہے... یہ تنا بھی جنت میں ہوگا۔

مکانات میں سے خانہ کعبہ، کوہِ طور، صخرہ بیت المقدس اور وہ جگہ جو حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے روضۂ اقدس اور منبر شریف کے درمیان واقع ہے... یہ مقامات بھی جنت میں باقی رہیں گے۔

حاصلِ کلام یہ کہ دوزخی ہمیشہ دوزخ میں اور اہلِ جنت ہمیشہ اہلِ جنت میں رہیں

گے... بے شمار نعمتوں سے مالا مال رہیں گے... اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کا خاتمہ بالایمان کرے، قبر اور حشر کے ہول سے نجات عطا فرمائے، ہمیں جنت میں پہنچائے اور اپنی خوش نودی اور رضا مندی میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

OO

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قیامت سے پہلے!

قیامت سے پہلے کیا کچھ ہونا ہے، آیئے اب احادیث کی روشنی میں اس کا مطالعہ کریں۔

ارشاد نبوی ہے ''قیامت کے قریب آنے کی ایک نشانی یہ ہے کہ چاند پہلے سے دیکھ لیا جائے گا اور پہلی تاریخ کے چاند کو کہا جائے گا کہ یہ تو دوسری تاریخ کا ہے... اور مسجدوں کو گزرگاہ بنالیا جائے گا اور ناگہانی موت عام ہوگی۔ (جمع الفواید 714/2)

مطلب یہ کہ چاند نظر نہیں آیا ہوگا اور اعلان کردیا جائے گا کہ چاند نظر آ گیا ہے۔

ارشاد نبوی ہے ''میری امت پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں قاری بہت ہوں گے مگر فقیہ کم ہوں گے۔ علم کا قحط ہو جائے گا اور فتنہ وفساد کی کثرت ہوگی۔ پھر اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا جس میں میری امت کے ایسے لوگ بھی قرآن پڑھیں گے جن کے حلق سے نیچے قرآن نہیں اترے گا (یعنی قرآن کے علم سے کورے ہوں گے۔ نہ ان میں قرآن کا احترام ہوگا، نہ قرآن سے عقیدت ہوگی، بس خالی قرأت کریں گے) پھر اس کے بعد ایک اور زمانہ آئے گا، اس میں اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے لوگ مومنوں سے توحید کے بارے میں بحث بازی کریں گے۔ (کنزالعمال 217/14)

ارشاد نبوی ہے ''قیامت کی خاص علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ بدکاری،

بدزبانی، قطع رحمی عام ہوجائے گی۔ امانت دار کو خیانت کرنے والا اور خیانت کرنے والے کو امانت دار قرار دیا جائے گا۔'' (کنزالعمال 220/14)

ارشاد نبوی ہے ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والے کی مثال ایسی ہوگی جیسے کوئی شخص آگ کے انگاروں سے مٹھی بھر لے۔''

ارشاد نبوی ہے ''ایک زمانہ ایسا آئے گا جب نیک لوگ یکے بعد دیگرے رخصت ہوتے جائیں گے جیسے چھاننے کے بعد ردّی جو یا کھجوریں باقی رہ جاتی ہیں۔ ایسے ناکارہ لوگ رہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پروا نہیں ہوگی۔'' (بخاری 952/2)

ارشاد نبوی ہے ''آخری زمانے میں بے علم عبادت گزار اور بے عمل قاری ہوں گے۔'' (کنزالعمال 222/14)

ارشاد نبوی ہے ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ مسجدوں میں بیٹھ کر مساجد کے بارے میں فخر نہ کرنے لگیں۔'' (ابن ماجہ صفحہ 54 نسائی 112/1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''دو جہنمی گروہ ایسے ہیں، جنھیں میں نے نہیں دیکھا (یعنی بعد میں پیدا ہوں گے) ایک وہ گروہ جن کے ہاتھوں میں بیل کی دم جیسے کوڑے ہوں گے۔ وہ ان کوڑوں کے ساتھ لوگوں کو ناحق ماریں گے۔ دوسرا عورتوں کا وہ گروہ جو کہنے کو لباس پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن چونکہ لباس بہت باریک یا ستر کے لیے ناکافی پہنیں گی، اس لیے وہ درحقیقت ننگی ہوں گی ،لوگوں کو اپنے جسم کی نمائش اور لباس کی زیبائش سے اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی مردوں کی طرف مائل ہوں گی۔ ان کے سر (فیشن کی وجہ سے) بختی اونٹوں کے کوہان جیسے ہوں گے۔ یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی، نہ جنت کی خوشبو ہی انھیں نصیب ہوگی،

حالانکہ جنت کی خوشبو دور دور سے آ رہی ہوگی۔'' (مسلم 205/2)

ارشاد نبوی ہے'' وہ وقت قریب ہے جب تمام کافر قومیں تمھیں مٹانے کے لیے مل کر سازش کریں گی اور ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جیسے دستر خوان پر کھانا کھانے والے (لذیذ) کھانے کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔''

کسی نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کیا ہماری کم تعداد کی وجہ سے ہمارا یہ حال ہوگا؟''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''نہیں! بلکہ تم اس وقت بہت تعداد میں ہوگے۔ البتہ تم سیلاب کے جھاگ کی طرح ناکارہ ہوگے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمھارے دشمنوں کے دلوں سے تمھارا رعب اور دبدبہ نکال دیں گے اور تمھارے دلوں میں بزدلی ڈال دیں گے۔''

کسی نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! بزدلی سے کیا مراد ہے؟''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔'' (ابوداؤد 590)

آج یہ حالات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

ارشاد نبوی ہے'' میری امت میں ایسے ناخلق لوگ پیدا ہوں گے جو اسلام کا نام تو لیں گے، لیکن ان کا عمل اس کے خلاف ہوگا۔ پس جو شخص طاقت ہوتے ہوئے، ہاتھ سے ان کے خلاف جہاد کرے گا، وہ مومن ہے اور جو ان کے خلاف زبان سے جہاد کرے گا، وہ بھی مومن ہے اور جو ان کے خلاف دل سے جہاد کرے گا (یعنی ان کی بدعملی کو کم از کم دل سے

ہی برا کہے گا) وہ بھی مومن ہے (مگر کم درجے کا) اور اس کے بعد تو رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں رہ جاتا۔" (مسلم 52/1)

ارشاد نبوی ہے "آخری زمانے میں بہت سے جھوٹے اور مکار لوگ ہوں گے، وہ تمھارے سامنے (اسلام کے نام سے نئے نئے نظریات اور) نئی نئی باتیں پیش کریں گے، جو نہ کبھی تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمھارے باپ دادا نے۔ ان سے بچنا، ان سے بچنا، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (مسلم 10/1)

ارشاد نبوی ہے "عنقریب ایک زمانہ آئے گا جس میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مسجدیں بہت بارونق ہوں گی۔ مگر ہدایت سے خالی اور ویران ہوں گی۔ (نام نہاد) علماء آسمان کی نیلی چھت کے نیچے بسنے والی تمام مخلوق میں سب سے برتر ہوں گے۔ فتنہ بھی انھی کے ہاں سے نکلے گا... اور انھی میں لوٹے گا۔ (یعنی وہی فتنے کے بانی ہوں گے اور وہی مرکز اور محور ہوں گے)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سنا ہے، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے تھے کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے گی۔ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ نہ ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لینے والے اور نہ ان کی مخالفت کرنے والے، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ حق کی حمایت پر قائم ہوں گے۔ (مشکوٰۃ:583)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (پر عمل کرنے) کو عار نہ ٹھہرا لیا جائے اور اسلام اجنبی ہوجائے گا، یہاں تک کہ لوگوں کے

درمیان کینہ پروری عام ہو جائے گی، یہاں تک کہ علم اٹھا لیا جائے گا اور زمانہ بوڑھا ہو جائے گا۔ انسان کی عمر کم ہو جائے گی، جنسوں، سالوں، غلّے اور پھلوں میں (بے برکتی اور) کمی نمودار ہوگی۔ نا قابل اعتماد لوگوں کو امین اور امانت دار لوگوں کو نا قابلِ اعتماد سمجھا جائے گا۔ فساد اور قتل عام ہوگا، یہاں تک کہ اونچی عمارتوں پر فخر کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اولاد والی عورتیں غمزدہ ہوں گی اور بے اولاد عورتیں خوش ہوں گی اور ظلم، حسد اور لالچ کا دور دورہ ہوگا، لوگ ہلاک ہوں گے، جھوٹ کی بہتات ہوگی اور سچائی کم ہوگی، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان بات بات پر جھگڑا ہوگا، ایک دوسرے سے اختلاف کریں گے، خواہشات کی پیروی کی جائے گی، بے بنیاد فیصلے دیے جائیں گے، بارش اگرچہ کثرت سے ہوگی، لیکن اس کے باوجود غلّہ اور پھل کم پیدا ہوں گے، علم کے ذرائع ختم ہو جائیں گے، جہالت کا سیلاب امڈ آئے گا، والدین کو اولاد غم و غصے میں مبتلا کرے گی، موسمِ سرما میں گرمی ہوگی، بدکاری اعلانیہ ہونے لگے گی، زمین کی طنابیں کھینچ دی جائیں گے، خطیب اور مقرر جھوٹ بکیں گے۔ یہاں تک کہ میرا حق (یعنی شریعت کا منصب) میری امت کے بدترین لوگوں کے لیے تجویز کریں گے، پس جس نے ان کی تصدیق کی اور ان کی تحقیقات پر راضی ہوا، اسے جنت کی خوشبو نصیب نہیں ہوگی۔ (کنز العمال 245/14)

اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''ان تاریک فتنوں سے پہلے پہلے نیک اعمال کر لو جو اندھیری رات کی تہ بہ تہ تاریکیوں کی مانند ہوں گے۔ آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر، شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر۔ دنیا کے چند ٹکوں کے بدلے اپنا دین بیچتا پھرے گا۔ (اللہ تعالیٰ معاف

فرمائیں اور اپنی پناہ میں رکھیں۔ آمین ثم آمین) (مسلم 75/1)

ایک دیہاتی آیا۔ اس نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا:

''اے اللہ کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! قیامت کب آئے گی؟''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''جب امانت اٹھ جائے گی۔''

دیہاتی نے پوچھا:

''اے اللہ کے رسول! امانت اٹھ جانے کی کیا صورت ہوگی؟''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''جب اختیارات نااہلوں کے سپرد ہوجائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔'' (بخاری 14/1)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب میری امت پانچ چیزوں کو حلال سمجھنے لگے گی تو ان پر تباہی نازل ہوگی، جب ان میں آپس میں لعن طعن عام ہوجائے، مرد ریشمی لباس پہننے لگیں، گانے بجانے اور ناچنے والی عورتیں رکھنے لگیں، شراب (کثرت سے) پینے لگیں، اور مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے خواہش نفسانی پوری کرنے لگیں۔'' (کنز العمال 226/14)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

''آخری زمانے میں میری امت کے کچھ لوگ بندر اور خنزیر کی شکل کے ہوجائیں گے۔''

صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! کیا وہ توحید اور رسالت کا اقرار کریں گے؟''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''ہاں! وہ (برائے نام) نماز، روزہ کریں گے، حج بھی کریں گے۔''

اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا:

''پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟''

آپ نے ارشاد فرمایا:

''وہ گانے بجانے کے آلات، ناچنے والی عورتوں اور طبلہ اور سارنگی وغیرہ کے شوقین ہوں گے اور شراب (کثرت سے) پیا کریں گے۔ آخر کار (پھر ایسا ہوگا کہ ایک) رات بھر وہ ناچ گانے میں مصروف رہیں گے، صبح ہوگی تو ان کی شکلیں بندر اور سور کی ہو جائیں گی۔ (اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ آمین ثم آمین) (فتح الباری 94/10)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''جب یہ امت شراب کو شربت اور سود کو نفع کے نام سے اور رشوت کو تحفے کے نام سے حلال کر لے گی اور مالِ زکوٰۃ سے تجارت کرنے لگے گی تو یہ ان کی ہلاکت کا وقت ہوگا... یعنی ایسا گناہوں میں زیادتی اور ترقی کے سبب ہوگا۔'' (کنز العمال 226/4)

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں:

''یقیناً میری امت کے کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے، جو زنا، ریشم، شراب اور موسیقی کے آلات کو حلال کر لیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے قریب اقامت کریں گے، وہاں ان کے مویشی چر کر آیا کریں گے۔ ان کے پاس کوئی ضرورت مند اپنی ضرورت لے کر آئے گا تو وہ حقارت سے کہیں گے، کل آنا۔

پس اللہ تعالیٰ ان پر راتوں رات عذاب نازل کرے گا اور پہاڑ کو ان پر گرا دے گا اور دوسرے لوگوں کو جو حرام چیزوں کو حلال کر لیں گے، قیامت تک کے لیے بندر اور سور بنا

دے گا۔'' (بخاری 837/2)

''بے شک اس امت کا اول حصہ بہترین لوگوں کا ہے اور پچھلا حصہ بدترین لوگوں کا ہوگا۔ ان کے درمیان آپس کا اختلاف اور انتشار کارفرما ہوگا۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس کی موت اس حالت پر آنی چاہیے کہ وہ لوگوں سے وہی سلوک کرے، جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' (کنزالعمال 223/14)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''جب میری امت کے لوگ دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگیں گے تو اسلام کی ہیبت اور وقعت ان کے دلوں سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھیں گے تو وحی کی برکات سے محروم ہوجائیں گے اور جب آپس میں گالی گلوچ اختیار کریں گے تو اللہ جل شانہٗ کی نگاہ سے گر جائیں گے۔ (درِمنثور 302/2)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں پوچھا تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے کچھ آثار اور علامات ہیں، وہ یہ کہ اولاد نافرمانی کے سبب غم و غصے کا باعث ہوگی۔ بارش کے باوجود گرمی ہوگی اور بدکاروں اور شریروں کا طوفان برپا ہوگا۔

اے ابنِ مسعود! بے شک قیامت کی علامات میں سے یہ بات بھی ہے کہ خیانت کرنے والے کو امانت دار اور امانت دار کو خیانت کرنے والا بتلایا جائے گا۔

اے ابنِ مسعود! بے شک قیامت کی علامات میں سے یہ بات بھی ہے کہ ہر قبیلے کی قیادت اس کے منافقوں کے ہاتھوں میں ہوگی اور ہر بازار کی قیادت اس کے بدکاروں

کے ہاتھوں میں ہوگی۔

اے ابنِ مسعود! قیامت کی علامات میں سے یہ بات بھی ہے کہ بے گانوں سے تعلق جوڑا جائے گا اور اپنوں سے توڑا جائے گا۔

اے ابنِ مسعود! بے شک قیامت کی علامات میں سے یہ بات بھی ہے کہ مومن اپنے قبیلے میں بھیڑ بکری سے زیادہ حقیر سمجھا جائے گا۔

اے ابنِ مسعود! بے شک قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ محرابیں سجائی جائیں گی اور دل ویران ہوں گے۔ اے ابنِ مسعود! بے شک قیامت کے آثار میں سے یہ بھی کہ مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے نفسانی خواہش پوری کریں گی۔

اے ابنِ مسعود! بے شک قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ مسجدوں کے احاطے عالی شان بنائے جائیں گے اور اونچے اونچے منبر رکھے جائیں گے۔

اے ابنِ مسعود! بے شک قیامت کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دنیا کے ویرانوں کو آباد کیا جائے گا اور آبادیوں کو ویران کیا جائے گا۔

اے ابنِ مسعود! بے شک قیامت کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ گانے بجانے کا سامان عام ہوگا اور شراب نوشی کا دور دورہ ہوگا۔

اے ابنِ مسعود! بے شک قیامت کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ طرح طرح کی شراب (پانی کی طرح، کثرت سے) پی جائے گی۔

اے ابنِ مسعود! بے شک قیامت کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ (معاشرے میں) پولیس والوں، عیب جوئی کرنے والوں، غیبت کرنے والوں اور طعنہ بازوں کی بہتات ہوگی۔'' (کنز العمال 224/14)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

ارشاد فرمایا:

''جب تمھارے حاکم نیک اور پسندیدہ ہوں، تمھارے مال دار کشادہ اور سخی ہوں، اور تمھارے آپس کے معاملات مشورے سے طے ہوں تو تمھارے لیے زمین کی پشت اس کے پیٹ سے بہتر ہے، (یعنی مرنے سے جینا بہتر ہے) اور جب تمھارے حاکم شریر ہوں، تمھارے مال دار بخیل ہوں اور تمھارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں (یعنی بیگمات جو فیصلہ کردیں) وفادار نوکر کی طرح تم اسے نافذ کرنے لگو تو تمھارے لیے زمین کا پیٹ اس کی پشت سے بہتر ہے (یعنی ایسی زندگی سے مرجانا بہتر ہے)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اس دین کی ابتدا نبوت اور رحمت سے فرمائی، پھر دورِ نبوت کے بعد عہدِ خلافت اور رحمت کا دور ہوگا۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی۔ اس کے بعد خالص آمریت، ظلم وستم اور امت کے عام بگاڑ کا دور آئے گا۔ یہ لوگ زناکاری، شراب نوشی، ریشمی لباس پہننے کو حلال کرلیں گے اور اس کے باوجود ان کی مدد بھی ہوتی رہے گی اور انھیں رزق بھی ملتا رہے گا، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حضور پیش ہوں گے۔'' (ترجمان السنہ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں آدمی کو یہ پروا نہیں ہوگی کہ وہ جو کچھ لیتا ہے، آیا یہ حلال ہے یا حرام۔'' (یعنی حلال حرام کی پروا نہیں کریں گے)

(بخاری 276/1)

آج ہم یہ صورتِ حال بالکل واضح طور پر دیکھ رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں:

''یقیناً لوگوں پر ایسا دور آئے گا جب کہ کوئی شخص بھی سود سے محفوظ نہیں رہے گا، چنانچہ اگر کسی نے براہِ راست سود نہ بھی کھایا ہوگا تب بھی سود کا بخار یا غبار (یعنی اثر) تو ہر حال میں اس تک پہنچ کر ہی رہے گا۔'' (مشکوٰۃ صفحہ 245)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں:

''آخری زمانے میں میری امت کو حکمرانوں کی طرف سے بہت سی دشواریاں پیش آئیں گی۔ ان (کے وبال) سے صرف تین قسم کے لوگ محفوظ رہیں گے۔ ایک وہ جس نے اللہ کے دین کو ٹھیک ٹھیک پہچانا، پھر اس کی خاطر دل زبان اور ہاتھ (تینوں) سے جہاد کیا۔ یہ شخص تو اپنی تینوں پیش قدمیوں کی وجہ سے سب سے آگے نکل گیا۔ دوسرے وہ شخص جس نے اللہ کے دین کو پہچانا، پھر زبان سے اس کی تصدیق بھی کی (یعنی برملا اعلان کیا) تیسرے وہ شخص جس نے اللہ کے دین کو پہچانا تو سہی مگر خاموش رہا۔ کسی کو نیک عمل کرتے دیکھا تو اس سے محبت کی اور کسی کو باطل پر عمل کرتے دیکھا تو اس سے دل میں بغض رکھا۔ پس یہ شخص اپنی محبت اور عداوت کو پوشیدہ رکھنے کے باوجود نجات کا حق دار ہوگا۔'' (مشکوٰۃ 438)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں۔

''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تمھیں نیکی کا حکم کرنا ہوگا اور برائی سے روکنا ہوگا۔ ورنہ ایسا نہ ہو، اللہ تعالیٰ تم پر کوئی عذاب نازل کردیں۔ پھر تم اللہ سے عذاب کے ٹلنے کی دعائیں بھی کروگے تو قبول نہیں ہوں گی۔'' (ترمذی 39/2)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔

''یہ امت اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے دستِ حفاظت میں رہے گی اور اس کی پناہ

میں رہے گی جب تک کہ اس امت کے عالم اور قاری حکمرانوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملائیں گے اور امت کے نیک لوگ (خوشامد کے طور پر) بدکاروں کی صفائی پیش نہیں کریں گے اور جب تک امت کے اچھے لوگ اپنے مفاد کی خاطر برے لوگوں کو امیدیں نہیں دلائیں گے۔ جب وہ ایسا کرنے لگیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے (سروں سے) اپنا ہاتھ اٹھا لے گا۔ پھر ان کے جبار و قہار اور سرکش لوگوں کو ان پر مسلط کر دے گا اور ان کے دلوں کو (دشمنوں کے) رعب سے بھر دے گا۔" (کتاب الرقائق صفحہ 282)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ مومن مسلمانوں کی جماعت کے لیے دعا کرے گا مگر قبول نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو اپنی ذات کے لیے اور اپنی درپیش ضروریات کے لیے دعا کر، میں قبول کرتا ہوں، لیکن عام لوگوں کے حق میں قبول نہیں کروں گا، اس لیے کہ انھوں نے مجھے ناراض کرلیا ہے۔" ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں:

"میں ان سے ناراض ہوں۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"لوگوں پر ایک دور آئے گا جس میں آدمی کا اہم مقصد پیٹ بھرنا بن جائے گا۔ خواہش پرستی اس کا دین بن جائے گا۔" (کتاب الرقائق صفحہ 317)

"لوگوں پر ایک دور ایسا آئے گا کہ مومن مسلمانوں کی جماعت کے لیے دعا کرے گا مگر قبول نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

"تو اپنی ذات کے لیے دعا کر، میں قبول کروں گا، لیکن عام لوگوں کے حق میں قبول نہیں کروں گا، اس لیے کہ انھوں نے مجھے ناراض کرلیا ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ میں ان سے ناراض ہوں۔(کتاب الرقائق 384،155)

''لوگوں پر ایک دور ایسا آئے گا جس میں آدمی کا اہم مقصد پیٹ بھرنا بن جائے گا اور خواہش پرستی اس کا دین ہوگا۔'' (کتاب الرقائق صفحہ 317)

''آخری زمانے میں ایسی قومیں ہوں گی جو اوپر سے خیر سگالی کا مظاہرہ کریں گی اور اندر سے ایک دوسرے کی دشمن ہوں گی۔''

پوچھا گیا:

''اے اللہ کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! ایسا کیوں ہوگا؟''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''ایک دوسرے سے (شدید نفرت رکھنے کے باوجود صرف) خوف اور لالچ کی وجہ سے بظاہر دوستی کا مظاہرہ کریں گے۔'' (مشکوٰۃ)

''دین یہاں تک پھیلے گا کہ سمندر پار تک پہنچ جائے گا اور اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے خشکی اور تری میں گھوڑے دوڑائے جائیں گے۔ اس کے بعد ایسے گروہ آئیں گے جو قرآن مجید پڑھ لینے کے بعد کہیں گے، ہم نے قرآن پڑھ لیا... اب ہم سے بڑا قاری کون ہے۔ ہم سے بڑھ کر عالم کون ہے۔''

پھر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''تمھارا کیا خیال ہے، ان میں ذرا بھی خیر ہوگی؟''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

''جی نہیں۔''

اس پر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

’’مگر ایسے لوگ بھی تم مسلمانوں ہی میں شمار ہوں گے۔ اسی امت میں ہوں گے... یہ لوگ آگ کا ایندھن بنیں گے۔‘‘

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

72 باتیں قیامت کے قریب ہونے کی علامات ہیں، جب تم دیکھو:

(1) لوگ نمازیں غارت کرنے لگیں (2) امانت ضائع کرنے لگیں (3) سود کھانے لگیں (4) جھوٹ کو حلال سمجھنے لگیں (5) معمولی بات پر خوں ریزی کرنے لگیں (6) اونچی اونچی بلڈنگیں بنانے لگیں (7) دین بیچ کر دنیا سمیٹنے لگیں (8) قطع رحمی یعنی رشتے داروں سے بدسلوکی کرنے لگیں (9) انصاف کمزور ہوجائے (آج انصاف کس قدر کمزور ہو چکا ہے، غور کریں) (10) جھوٹ سچ بن جائے (11) لباس ریشم کا ہوجائے (12) ظلم عام ہوجائے (13) طلاق عام ہوجائے (14) ناگہانی موت عام ہوجائے (15) خیانت کرنے والے کو امانت دار سمجھا جائے (16) امانت دار کو خیانت کرنے والا سمجھا جائے (17) جھوٹے کو سچا اور (18) سچے کو جھوٹا سمجھا جائے (19) تہمت لگانا عام ہوجائے (20) بارش کے باوجود گرمی ہو (21) اولاد غم و غصے کا سبب ہو (22) کمینوں کے ٹھاٹھ باٹھ ہوں (23) شریفوں کا ناک میں دم آجائے (24) امیر اور وزیر جھوٹ کے عادی ہوجائیں (25) امین خیانت کرنے لگیں (26) چوہدری ظلم پیشہ ہوں (27) عالم اور قاری بدکار ہوجائیں (28) جب لوگ بھیڑ کی کھالیں (پوستین) پہننے لگیں (29) لوگوں کے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہوجائیں (30) ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوجائیں (31) جب سونا عام ہوجائے (32) چاندی کی مانگ ہو (33) گناہ زیادہ ہوجائیں (34) امن کم ہوجائے (35) قرآن کو آراستہ کیا جائے

(36) مسجدوں میں نقش ونگار بنائے جائیں (37) اونچے اونچے مینار بنائے جائیں (38) دل ویران ہوجائیں (39) شراب (کثرت سے) پی جائے (40) شرعی سزاؤں کو معطل کر دیا جائے (41) لونڈی اپنے آقا کو جنے (42) جو لوگ کسی زمانے میں ننگے بدن اور ننگے پاؤں رہا کرتے تھے، وہ بادشاہ بن بیٹھیں (43) زندگی کی دوڑ میں اور تجارت میں عورت مرد کے ساتھ شریک ہوجائے (44) مرد عورتوں کی نقالی کریں (45) عورتیں مردوں کی نقالی کریں (46) غیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں (47) مسلمان بھی جھوٹی گواہی دینے کو تیار ہوجائے (48) جان پہچان پر سلام کیا جائے (49) غیر دین کے لیے شرعی قانون پڑھا جائے (50) آخرت کے عمل سے دنیا کمائی جائے (51) غنیمت کو دولت قرار دیا جائے (52) امانت کو غنیمت قرار دیا جائے (53) زکوٰۃ کو تاوان قرار دیا جائے (54) سب سے رذیل آدمی قوم کا قائد بن بیٹھے (55) آدمی اپنے باپ کا نافرمان ہوجائے (56) ماں سے بدسلوکی کرے (57) دوست کو نقصان پہنچانے سے گریز نہ کرے (58) بیوی کی اطاعت کرے (59) بدکاروں کی آوازیں مسجدوں میں بلند ہونے لگیں (60) گانے والی عورتیں داشتہ رکھی جائیں (61) گانے کا سامان رکھا جائے (62) سرِ راہ شراب پی جائے (63) ظلم کو فخر سمجھا جائے (64) انصاف بکنے لگے (65) پولیس کی کثرت ہوجائے (66) قرآن کو نغمہ سرائی کا ذریعہ بنا لیا جائے (67) درندے کی کھال کے موزے پہنے جائیں (68) امت کا پچھلا حصہ پہلے لوگوں کو لعن طعن کرنے لگے تو اس وقت اللہ تعالیٰ انھیں ایسے فتنوں میں ڈال دے گا جس میں وہ یہودی ظالموں کی طرح بھٹکتے پھریں گے (69) اس وقت سرخ آندھی (70) زمین میں دھنسنے (71) شکلیں بگڑنے اور (72) آسمان سے پتھر برسنے جیسے عذابوں کا انتظار کرو۔"

(ماخوذ از: عصرِ حاضر حدیث کے آئینے میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت سے کچھ پہلے یہ علامتیں ظاہر ہوں گی:

''خاص خاص لوگوں کو سلام کرنا، تجارت کا یہاں تک پھیل جانا کہ عورتیں مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک اور مددگار ہوں گی۔ رشتہ داروں سے قطع تعلقی، ظلم کا طوفان برپا ہونا، جھوٹی گواہی کا عام ہونا اور سچی گواہی کو چھپانا۔'' (درِمنثور 55/6)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خود سنا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی مسجد کے پاس سے گزر جائے گا مگر اس میں دو رکعت نہیں پڑھے گا اور یہ کہ آدمی صرف اپنی جان پہچان کے لوگوں کو سلام کہے گا اور یہ کہ ایک معمولی بچہ بھی بوڑھے آدمی کو صرف اس کی تنگ دستی کی وجہ سے لتاڑے گا اور یہ کہ جو لوگ کبھی بھوکے ننگے بکریاں چرایا کرتے تھے، وہ اونچی اونچی عمارتوں میں ڈینگیں ماریں گے۔ (درِمنثور 55/6)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسولِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ یہ امت شریعت پر اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اس میں تین چیزیں ظاہر نہ ہوں: (1) جب تک ان سے علم (اور علماء) کو نہ اٹھا لیا جائے۔ (2) ان میں ناجائز اولاد کی کثرت نہ ہو جائے (3) لعنت باز لوگ پیدا نہ ہو جائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا، لعنت بازوں سے کیا مراد ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو ملاقات کے وقت سلام کے بجائے لعنت اور فحش کلامی کا تبادلہ کیا کریں گے۔ (درِمنثور 55/16)

حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت کے قریب ہونے کی ایک علامت عرب کی تباہی بھی ہے۔''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بڑا فتنہ کھڑا ہوگا، اس کے مقابلے کے لیے کچھ مردانِ خدا کھڑے ہوں گے اور اس کی ناک پر ایسی ضرب لگائیں گے کہ وہ ختم ہو جائے گا۔ پھر ایک اور فتنہ کھڑا ہوگا، اس کے مقابلے میں بھی کچھ مرد کھڑے ہوں گے اور اس کے ناک پر ضرب لگا کر ختم کر دیں گے۔ پھر ایک اور فتنہ کھڑا ہوگا، اس کے مقابلے میں بھی کچھ مردانِ خدا کھڑے ہوں گے اور اس کا منہ توڑ کر رکھ دیں گے۔ پھر ایک اور فتنہ کھڑا ہوگا، اس کے مقابلے میں بھی اللہ کے کچھ بندے کھڑے ہوں گے اور اسے مٹا کر دم لیں گے۔ پھر پانچواں فتنہ برپا ہوگا۔ وہ عالم گیر ہوگا، تمام روئے زمین پر پھیل جائے گا جیسے پانی زمین میں سرایت کر جائے گا۔ (درِمنثور 56/6)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''اس امت میں خاص نوعیت کے چار فتنے ہوں گے۔ ان میں آخری اور سب سے بڑا فتنہ راگ ورنگ اور گانا بجانا ہوگا۔'' (درِمنثور 56/6)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''تم قرآن کو عرب کے لب و لہجے اور آواز میں پڑھا کرو۔ لالچی لوگوں کے نغموں کی طرح اور یہود و نصاریٰ کے طرز پر قرأت سے بچو۔ میرے بعد کچھ لوگ آئیں گے، وہ قرآن کو موسیقی اور نوحے کی طرح گا گا پڑھا کریں گے۔ قرآن (ان کی زبان ہی زبان پر ہوگا) ان کے حلق سے نیچے بھی نہیں اترے گا۔ اِن کے دل بھی فتنے میں مبتلا ہوں گے اور اُن لوگوں کے دل بھی فتنے میں مبتلا ہوں گے جو ان کی نغمہ آرائی پسند کریں گے۔'' (مشکوٰۃ)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

فرمایا:

''اس وقت زمین میں دھنسنے، شکلیں بگڑنے اور آسمان سے پتھر برسنے کا عذاب نازل ہوگا۔

کسی صحابی نے پوچھا، یارسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! ایسا کب ہوگا؟

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جب ناچنے والی عورتیں اور گانے بجانے کا سامان ظاہر ہوجائے گا اور شراب عام ہوجائے گی۔'' (ترمذی 44/2)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرمایا کہ تمھارے بعد ایسا دور ہوگا کہ اس میں علم اٹھالیا جائے گا، فتنہ وفساد عام ہوگا۔

صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! فتنہ اور فساد سے کیا مراد ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قتل۔'' (ترمذی 43/2)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ''فتنہ اور فساد کے زمانے میں عبادت کرنا ایسا ہے جیسے میری طرف ہجرت کر کے آنا۔'' (مسلم 406/2)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو زمین والوں سے چھین نہیں لے گا۔ پھر زمین پر خیر سے خالی لوگ رہ جائیں گے۔ وہ نہ کسی نیکی کو نیکی سمجھیں گے، نہ کسی برائی کو برائی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اس امت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو ٹھاٹھ سے زین کی پوشش (غلاف) پر بیٹھ کر مسجدوں کے دروازوں پر پہنچا کریں گے۔ ان کی بیگمات لباس پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے آنخضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سنا ہے، آپ نے فرمایا:

''اگر تمھاری زندگی طویل ہوئی تو امید ہے، تم ایسے لوگوں کو دیکھو جن کی صبح اور شام اللہ کے غضب اور لعنت میں بسر ہوگی۔ ان کے ہاتھ میں بیل کی دم جیسے کوڑے ہوں گے۔'' (درِ منثور 55/6)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنخضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سنا ہے کہ حالات میں دن بدن شدت پیدا ہوتی جائے گی۔ مال میں برابر اضافہ ہوتا جائے گا اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی (یعنی نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھا لیے جائیں گے۔)

موسیٰ بن ابی عیسیٰ مدینی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ آنخضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب تمھارے نوجوان بدکار ہو جائیں گے اور تمھاری لڑکیاں اور عورتیں تمام حدود پھلانگ جائیں گی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! کیا ایسا بھی ہوگا؟''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''ہاں! اور اس سے بڑھ کر اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب نہ تم بھلائی کا حکم کرو گے، نہ برائی سے روکو گے۔''

صحابہ نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! کیا ایسا بھی ہوگا؟''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''ہاں اور اس سے بھی بدتر! اس وقت تم پر کیا گزرے گی جب تم برائی کو بھلائی اور بھلائی کو برائی سمجھو گے۔'' (کتاب الرقائق 484)

حضرت حسن رحمہ اللہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ''لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب وہ مسجدوں میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کریں گے۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں۔'' (مشکوٰۃ صفحہ 71)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے سینے سے نکال لے گا، بلکہ علماء کو ایک ایک کر کے اٹھاتا رہے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا لیں گے ... ان سے مسائل پوچھیں گے، وہ جانے بوجھے بغیر فتویٰ دیں گے ... وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (مشکوٰۃ:33)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''میری امت میں ایک جماعت ہوگی جو دین کا قانون خوب حاصل کرے گی اور قرآن بھی پڑھے گی۔ پھر وہ کہیں گے، آؤ ہم حکمرانوں کے پاس جا کر اپنا حصہ وصول کریں اور اپنا دین ان سے الگ رکھیں، لیکن ایسا نہیں ہوگا۔ جس طرح کانٹے دار درخت سے سوائے کانٹوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہوسکتا، اسی طرح ان حکام کے پاس جا کر بھی گناہوں کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔'' (ابنِ ماجہ:22)

نوٹ: آج ایسا عام دیکھنے میں آرہا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سنا ہے کہ دین کی سب سے پہلی چیز جو برتن کی طرح الٹی جائے گی (یعنی اس کی حرمت کو نظر انداز کیا جائے گا) وہ شراب ہے۔ عرض کیا گیا:

''اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ہوگا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حرام ہونا صاف صاف فرما دیا ہے۔''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''کوئی اور نام رکھ کر اسے حلال کر لیں گے۔'' (مشکوٰۃ:460)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

''خدا کی قسم! مجھے تمھارے بارے میں فقر اور فاقے کا ڈر نہیں، بلکہ ڈر اس بات کا ہے کہ دنیا تم پر اس طرح پھیلا دی جائے گی جس طرح تم سے پہلی امتوں پر پھیلائی گئی۔ پھر تم ایک دوسرے پر حرص کرنے لگو جس طرح پہلی امتوں نے حرص کی۔ پھر وہ تمھیں بھی اسی طرح ہلاک کر ڈالے جس طرح اس نے پہلی امتوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ (مشکوٰۃ:440)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''تم بھی ٹھیک پہلی امتوں کے نقشِ قدم پر چل کر رہو گے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے تو تم بھی اس میں گھس کر رہو گے۔'' عرض کیا گیا! ''اے اللہ کے رسول! پہلی امتوں سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''تو بھلا اور کون؟'' (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگوں پر ایسا دور نہ آ جائے جس میں نہ قاتل کو یہ معلوم ہوگا کہ اس نے قتل کیوں کیا اور نہ مقتول کو معلوم ہوگا کہ اسے کس جرم میں قتل کیا گیا۔''

آپ سے پوچھا گیا:

''ایسا کیوں ہوگا؟''

آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''فساد عام ہوگا، قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔'' (مسلم)

حضرت زبیر بن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان مصیبتوں کی شکایت کی جو حجاج بن یوسف کی طرف سے پہنچ رہی تھیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا:

''صبر کرو! تم پر جو دور آ رہا ہے، اس کے بعد کا دور اس سے بھی بدتر ہوگا... یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو گے، میں نے تمھارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے یہی سنا ہے۔'' (بخاری، مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''آخری زمانے میں میری امت پر ان کے حاکموں کی طرف سے ایسی مصیبتیں ٹوٹ پڑیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی زمین تنگ ہو جائے گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے ایک شخص کو کھڑا کریں گے۔ وہ زمین کو انصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح پہلے

وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔ ان سے زمین والے بھی راضی ہوں گے اور آسمان والے بھی، ان کے زمانے میں زمین اپنی تمام پیداوار اگل دے گی اور آسمان سے خوب بارش ہوگی۔ وہ ان میں سات یا آٹھ یا نو سال رہیں گے۔" (ترمذی 46/2)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"میرے بعد کچھ مقتدی لوگ اور حکام ہوں گے جو نہ میری سیرت پر چلیں گے، نہ میری سنت کو اپنائیں گے۔ ان میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے انسانی جسموں میں شیطانوں کے دل ہوں گے۔" (مشکوٰۃ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے جو کہا کریں گے، تقدیر کوئی چیز نہیں۔ یہ لوگ اگر بیمار پڑیں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرو، مریں تو ان کے جنازے میں شرکت نہ کرو، کیونکہ یہ دجالوں کا ٹولہ ہے، اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے کہ انھیں دجال سے ملا دیں۔" (مسند ابی داؤد طیالسی 58/2)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"بعد کے زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے جو کانے دجال کو افسانہ بتائیں گے، قربِ قیامت میں سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا انکار کریں گے، قبر کے عذاب کو جھٹلائیں گے، شفاعت کا انکار کریں گے اور دوزخ میں جل بھن کر اس سے نجات پانے کا انکار کریں گے۔ (کنز 388/1)

غور کریں، آج ایسے لوگ موجود ہیں۔

امام زہری رحمہ اللہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شاعر لبید کا یہ شعر پڑھا:

ترجمہ: وہ لوگ رخصت ہو گئے جن کے زیرِ سایہ زندگی بسر ہوتی تھی اور میں نکمے قسم کے نااہلوں میں پڑا رہ گیا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر پڑھ کر فرمایا:

''عجیب بات ہے کہ لبید نے اپنے زمانے والوں کے بارے میں یہ بات کہی ہے، اگر لبید نے ہمارا زمانہ دیکھا ہوتا تو لبید کی کیا رائے ہوتی۔''

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائیں، اگر وہ ہمارے زمانے کو پالیتیں تو کیا کہتیں۔''

امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ عروہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائیں۔ اگر وہ ہمارے زمانے کو پا لیتے تو کیا کہتے؟''

امام زہری رحمہ اللہ کے شاگرد زبیدی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ امام زہری پر رحم فرمائیں، اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟''

زبیدی کے شاگرد محمد بن مہاجر رحمہ اللہ نے کہا:

''اللہ تعالیٰ زبیدی پر رحم فرمائیں۔ اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟''

محمد بن مہاجر رحمہ اللہ کے شاگرد عثمان بن سعید رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:

''اللہ تعالیٰ محمد بن مہاجر پر رحم فرمائیں، اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟''

عثمان بن سعید رحمہ اللہ کے شاگرد ابوحمید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائیں، اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟''

امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ہمارے استاد ابوحمید پر رحم فرمائیں، اگر وہ ہمارا زمانہ دیکھتے تو کیا کہتے؟''

(آج ہم یہ کہتے ہیں، اگر یہ سب حضرات ہمارا زمانہ دیکھتے تو ان کی کیا رائے ہوتی؟)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب فتنہ تم میں سرایت کر جائے گا۔ ادھیڑ عمر کے لوگ اسی میں بوڑھے ہو جائیں گے اور بچے جوان ہو جائیں گے اور لوگ اسی فتنے کو سنت قرار دیں لیں گے۔ اس طرح کہ اگر اسے چھوڑا جائے گا تو کہا جائے گا، سنت چھوڑ دی گئی۔''

پوچھا گیا:

''ایسا کب ہوگا؟''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جب تمھارے علماء جاتے رہیں گے۔ پڑھے لکھے جاہلوں کی کثرت ہوگی۔ تم میں حرف خوان (یعنی حروف پڑھنے والے) زیادہ اور فقیہ کم ہوں گے، امیر زیادہ اور دیانت دار کم ہوں گے۔ آخرت والے اعمال سے دنیا جمع کی جائے گی اور بے دینی کے لیے اسلامی قانون پڑھا جائے گا۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں فقیہ کم ہوں گے اور قاری زیادہ۔ قرآن کے حروف کی خوب حفاظت کی جائے گی مگر اس کی حدود کو پامال کیا جائے گا۔ (یعنی احکامات پر عمل نہیں کیا جائے گا) مانگنے والوں کی بھیڑ ہوگی، لیکن دینے والے کم ہوں گے۔ تقریریں لمبی چوڑی کریں گے، لیکن نماز مختصر پڑھیں گے اور اعمال سے پہلے اپنی خواہشات کو آگے رکھیں

گے۔''

''قیامت کے نزدیک ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دینی مسائل کو صرف اپنی ذاتی قیاس آرائی سے حل کریں گے۔'' (دارمی 58/1)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''تمھارے بعد بہت فتنے پیدا ہوں گے۔ اس زمانے میں مال بہت ہوگا اور قرآن ہر ایک کے لیے کھلا ہوگا۔ اس سے مومن بھی دلیل پکڑے گا اور منافق بھی، مرد بھی دلیل پکڑے گا اور عورت بھی، بڑا بھی اور چھوٹا بھی، غلام بھی اور آزاد بھی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی یہ کہے...... میں نے قرآن پڑھ لیا، پھر بھی لوگ میری پیروی نہیں کریں گے جب تک کہ میں ان کے سامنے کوئی نئی بات پیش نہ کروں۔ پس تم دین میں نئی باتیں گھڑنے سے بچتے رہنا، کیونکہ ایسی نئی بات گمراہی ہے اور میں تمھیں عالم کی لغزش سے ڈراتا ہوں، کیونکہ شیطان کبھی گمراہی کی بات عالم کے منہ سے بھی نکلوا دیتا ہے... اور کبھی منافق آدمی بھی سچی بات کہہ سکتا ہے۔''

اس حدیث کے راوی یزید بن عمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

''حضرت! مجھے کیسے پتا چلے گا کہ عالم نے گمراہی کی بات کہی اور منافق کے منہ سے حق کا کلمہ نکلا ہے؟'' (یعنی حق اور باطل کی پہچان کیا ہوگی؟)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ہاں! میں بتاتا ہوں، عالم کی ایسی شک والی بات سے بچو جس کے بارے میں عام اہلِ علم کی طرف سے یہ کہا جائے، یہ کیا بات ہوئی؟ یعنی ایسی صورت میں سمجھ لو، یہ بات غلط ہے، لیکن اس ایک غلطی کی بنیاد پر تمھیں اس سے ناراض نہیں ہوجانا چاہیے کہ شاید وہ

اپنی غلطی مان لے۔ ہاں اگر وہ حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اپنی غلطی پر ڈٹا رہے تو ایسا شخص عالم نہیں، جاہل ہے اور حق بات چاہے کسی سے سنو، اسے قبول کر لو، کیونکہ حق پُر نور ہوتا ہے۔'' (ابوداؤد 633)

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''مجھے قرآن بھی دیا گیا اور اس کے ساتھ اسی طرح اور بھی بہت کچھ وحی کیا گیا ہے۔ خبردار رہو، عنقریب کوئی پیٹ بھرا اپنے تکیے پر ٹیک لگائے، غرور کے عالم میں کہے گا: لوگو! صرف اس قرآن ہی (پر عمل) کو لازم سمجھو، جو چیز تمھیں اس میں حلال ملے، بس اسی کو حلال سمجھو اور جو اس میں حرام ملے، اسی کو حرام سمجھو (یعنی قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے احادیث اور سنت کا سہارا نہ لو) حالانکہ مجھے قرآن بھی دیا ہے اور قرآن کی مثل اور احکام بھی (جو کہ احادیثِ مبارکہ میں مذکور ہیں)۔'' (مشکوٰۃ)

مطلب یہ کہ ایسے لوگ کہیں گے، بس قرآن پر ہی عمل کرو، حالانکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جس چیز کو حرام قرار دیا، وہ بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے دیا۔

آج ایسے لوگ موجود ہیں، اللہ ان کے شر سے بچائے۔ آمین۔

OO

مفتی عتیق الرحمن صاحب رحمہ اللہ

کی شہادت کے بعد پہلی تصنیف

علماء، طلبہ اور
عوام الناس کے لئے
نایاب تحفہ

مکمل قرآن کریم کا مختصر خلاصہ عام فہم انداز میں

جس میں قرآن کریم کی دو طرح تقسیم کی گئی ہے:

(1) پاروں کے اعتبار سے

(2) سورتوں کے اعتبار سے

اپنے قریبی کتب خانے سے طلب کیجئے

M.I.S Publishers

523 سی بلاک آدم جی نگر نزد مدینہ مسجد، کراچی فون: 4931044 / 4944448 021